مُباحثۂ مصر

— الناشر —
مہتمم نشر واشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیش لفظ

سنہ ۱۹۳۲ء میں امریکن مشن قاہرہ کے انچارج ڈاکٹر فیلیبس کے ساتھ جماعت احمدیہ کے ممتاز عالم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل (جو اُن ایام میں مشرق وسطیٰ میں مبشرِ اسلام تھے) نے عیسائیت کے تین بنیادی عقائد پر تحریری مناظرہ کیا۔ مناظرہ کی شرط یہ تھی کہ بحث صرف اور صرف از رُوئے بائیبل کی جائے گی۔

ہم مسیحی صاحبان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ محض تلاش حق اور اُخروی زندگی میں فلاح کی نیت سے پُوری دیانت اور غیر جانبداری کے ساتھ اِس بحث کا مطالعہ کریں۔ اور اگر اُن کے

چادر کی تصویر جس میں حضرت مسیحؑ کو صلیب سے اتارا جانے کے
ن کے جسم پر ادویات مل کر لپیٹا گیا تاکہ انہیں ہوش میں
ائے۔ دوائی کی وجہ سے حضرت مسیحؑ کے جسم اور زخموں سے
الے خون کے نشانات چادر پر ثبت ہو گئے جن سے
نے کی جانب اور پشت کی جانب کی تصویر وجود میں آئی۔
ر کی جانب کا حصہ تصویر میں اوپر اور سامنے کا حصہ نیچے ہے

در پر اس خون کا نشان جو حضرت مسیحؑ کی پسلی سے ایک رومی سپاہی
ے بھالا چبھونے پر چادر میں لپٹا جانے کے بعد بھی جاری رہا خون
بہنا حضرت مسیحؑ کی زندگی کی گواہی دے رہا ہے کیونکہ مردہ کے
م سے خون نہیں بہتا۔

واقعہ صلیب سے بچنے کے بعد مسیح
علیہ السلام کی مشرق میں ہجرت،،
سائنس۔ تاریخ اور آثار قدیمہ کے زبردست
شواہد کے ساتھ ثابت ہو گئی ہے مطالعہ
کے لئے مفت لٹریچر طلب کریں)

یہ دونوں تصاویر
Das Linen by Kurt Berna
سے ماخوذ ہیں۔

دل میں کوئی شکوک پیدا ہوں تو اُن کے ازالہ کے لئے ہم تیار ہیں۔

مسلمان بھائیوں کو بھی چاہیئے کہ جب عیسائی مبلغین اور منّاد عیسائیت کی تبلیغ کے لئے اُن کے پاس آئیں تو وہ پوری جرأت کے ساتھ اِس کتاب میں مذکورہ دلائل کو اُن کے سامنے پیش کریں۔

یہ سب حوالہ جات بائیبل سے ماخوذ ہیں ؛

ناظر اصلاح و ارشاد

مُباحثۂ مِصر

مضامین

(۱) کیا یسوع مسیح کے سوا کوئی بے گناہ ہے؟

(۲) کیا یسوع مسیح حقیقتاً خدا تھا؟

(۳) کیا مسیح صلیب پر فوت ہُوا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

مباحثۂ مصر!

اسلام کی فتح اور عیسائیت کی شکست

سنہ ۱۹۳۳ء کے پہلے تین مہینے میں نے مصر میں گزارے اور اس عرصہ
میں بعض پادریوں کے پاس بھی تبلیغ کے لئے جایا کرتا تھا جن میں سے امریکن
مشن قاہرہ کے انچارج ڈاکٹر فیلیبس خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ آپ ایک
پختہ عقیدہ کے مسیحی ہیں۔ پہلی ہی گفتگو میں بزور کہنے لگے کہ یسوع مسیح کے کفارہ
اور اس کی صلیبی موت پر ایمان لانے کے بغیر انسان ہرگز گناہ سے بچ نہیں
سکتا۔ میں نے کہا کہ آپ کے اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں پیش کی جا سکتی۔ بلکہ
تمام آسمانی صحیفے اس عقیدہ کی تردید کرتے ہیں اور یوں بھی مسیح کے صلیب پر

مر جانے اور نجات میں از روئے عقل کوئی جوڑ نہیں کوئی رابطہ نہیں۔ نیز ہم
سب جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے بہت سے نیکوکار بندے ایسے ہو گزرے
ہیں جو معصوم تھے۔ ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا اور انہوں نے نجات
پائی۔ پس آپ کا دعویٰ صحیح نہیں۔ ڈاکٹر فیلیبس اتنی جلدی حق قبول کرنے کے لئے
تیار نہ تھے لہٰذا وہ بار بار اصرار کرنے لگے کہ نسلِ آدم میں سے بجز ایک یسوع
کے اور کوئی بے گناہ نہیں اور یسوع خدا تھا لہٰذا صلیب پر مر کر ہمارے گناہوں
کا کفارہ ہو گیا۔ آخر کار یہ قرار پایا کہ اس عقیدہ کے متعلق جو کہ اسلام اور
عیسائیت میں اصل مابہ الامتیاز ہے میرے اور ڈاکٹر صاحب کے درمیان
تین مناظرات ہوں۔ (۱) کیا یسوع مسیح کے سوا کوئی بے گناہ ہے؟ (۲) کیا
یسوع حقیقتاً خدا تھا؟ (۳) کیا مسیح صلیب پر مر گئے؟ ڈاکٹر صاحب نے
اصرار کیا کہ بحث از روئے بائیبل ہوگی اور اس کے علاوہ وہ کوئی دلیل
قبول نہ کریں گے۔ میں نے اس شرط کو بھی منظور کر لیا کیونکہ ہمارا مقصود
موجودہ بائیبل سے بھی بخوبی ثابت ہو سکتا ہے حالانکہ اس میں بہت حد تک
کتر و بیونت ہو چکی ہے اور تحریفِ بائیبل تو محققین کے نزدیک ایک مسلّمہ
حقیقت ہے۔ بہرحال فریقین میں یہ قرارداد طے ہو گئی اور بعد ازاں ہفتہ وار
ایک ایک مضمون پر نہایت امن سے مناظرہ ہوتا رہا۔ اور ان مناظرات
کا نتیجہ یہ تھا کہ عیسائیوں کے عقائد کا بطلان اور اسلامی عقیدوں کی حقیقت

ثابت ہوگئی ۔ میرے بعض دوستوں نے مجھ سے چاہا کہ میں ان مناظرات کو اجمالی طور پر بصورت کتاب شائع کر دوں تا کہ عامۃ الناس بھی جان لیں کہ عیسائیوں کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ اُن کے مذہب کا بطلان خود ان کی مسلّمہ الہامی کتابوں سے ثابت ہے ۔ میں نے اس تجویز کو پسند کیا اور اب میں اپنے وہ دلائل مختصراً ذکر کرتا ہوں جو میں نے مناظرہ کے محدود وقت کے لحاظ سے ذکر کئے تھے ۔ ہاں مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ڈاکٹر فیلیبس اور اُن کے ساتھی جواب سے بالکل عاجز آگئے ۔ کیونکہ تمام وہ لوگ جو مناظرہ میں حاضر تھے اس امر کے چشم دید گواہ ہیں ۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے خود بھی اپنی شکست کو بُری طرح محسوس کیا اور اُن کے اور اُن کے ساتھیوں کے چہروں پر اس کی علامات ظاہر تھیں ۔ باقی اگر کسی کو ہماری بات میں شک ہو تو وہ ان مناظرات کے خلاصہ کو بغور پڑھے اور اگر ان دلائل کو رد کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو میدان میں آکر ایسا کر دکھائے ۔

پہلا مناظرہ

کیا یسوع مسیح کے سوا کوئی بے گناہ تھا ؟

عیسائیوں کے عقیدہ کے لحاظ سے اِس مضمون کو خاص اہمیت حاصل ہے

کیونکہ وہ کفارہ کی عمارت اِس طرح بنایا کرتے ہیں کہ چونکہ سب لوگ گنہگار ہیں اور کوئی بھی بے گناہ نہیں اس لئے نسلِ انسانی کو کسی نجات دہندہ اور فدیہ ادا کرنے والے کی ضرورت ہے جو بے گناہ ہو ۔ کیونکہ سارے انسان تو بوجہ گنہگار ہونے کے کسی کا فدیہ ادا کرنے پر قادر نہیں ۔ ہاں یسوع مسیح جو خدا تھا اور اس نے انسانی جسم اختیار کیا بے گناہ تھا پس وہی کفارہ ہو سکتا ہے ۔ اب اگر ہم یہ ثابت کر دیں کہ کوئی انسان یا بہت سے انسان ایسے ہو گزرے ہیں جن سے کوئی بدی سرزد نہیں ہوئی تو عیسائیوں کا نظریہ باطل ہو جاتا ہے اور کفارہ کی عمارت پیوندِ زمین ہو جاتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی عیسائی جو یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان رکھتا ہو نبیوں کی معصومیت کا قائل نہ پاؤ گے ۔ چنانچہ ڈاکٹر فیلیبس بھی باصرار کہتا تھا کہ ناممکن ہے کہ کوئی انسان بے گناہ ہو ۔ اس مضمون پر میرے اور ڈاکٹر صاحب کے درمیان دو مرتبہ مناظرہ ہوا ۔ کیونکہ جب پہلی مرتبہ میرے بیانات پر ڈاکٹر صاحب مبہوت ہو گئے تو انہوں نے تیاری جواب کے لئے کافی فرصت طلب کی بشرطیکہ میں اُن کو اپنے نوٹ اور حوالجات بھی دیدوں ۔ میں نے بخوشی منظور کر لیا تا کہ اُن کے پاس کوئی عذر نہ رہ جائے ۔ اور ڈاکٹر صاحب نے تیاری جواب اور اسی ادھیڑ بن میں پندرہ دن بسر کئے لیکن جب دوبارہ مناظرہ ہوا تو اُن کی حالت پہلے سے بھی بدتر ہوئی ۔

میرے بیان کا خلاصہ حسب ذیل ہے :-

(۱) اناجیل سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے بندے ۲ دو قسموں پر منقسم ہیں۔ ان میں بدکار بھی ہیں اور نیکوکار بھی۔ اور جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ سب کے سب لوگ گنہگار ہیں گویا وہ اناجیل کے ان صریح بیانات کی تردید کرتا ہے۔ چنانچہ انجیل میں آتا ہے (الف) "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور راستبازوں کو آرزو تھی کہ جو باتیں تم دیکھتے ہو دیکھیں مگر نہ دیکھیں۔ اور جو باتیں تم سنتے ہو سنیں مگر نہ سنیں۔" (متی ۱۳/۱۷) ۔ (ب) "تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے۔" (متی ۵/۴۵) ۔ (ج) "جیسا اس نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کہا تھا جو کہ دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔" (لوقا ۱/۷۰) ۔ (د) "نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی۔ بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب خدا کی طرف سے بولتے تھے۔" (۲۔ پطرس ۱/۲۱) (ذ) "وہاں رونا اور دانتوں کا پیسنا ہوگا۔ جب تم ابراہیم اور اضحاق اور یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہت

میں شامل اور اپنے آپ کو باہر نکالا ہوا دیکھو گے۔" (لوقا ۱۳/۲۸) (ر) "ہم جانتے ہیں کہ جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا بلکہ جو خدا سے پیدا ہوا وہ اپنی حفاظت کرتا ہے اور وہ شریر اُسے چھونے نہیں پاتا۔" (۱۔ یوحنا ۵/۱۸) ۔ (ز) "مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب ستائے گئے ہیں۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہیں کی ہے ..... اس لئے کہ لوگوں نے ان نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے اسی طرح ستایا تھا۔" (متی ۵/۱۰-۱۲)

یہ آیات صاف طور پر بتا رہی ہیں کہ انبیاء راستباز تھے، پاکباز تھے۔ خدا سے پیدا شدہ اور اس کی بادشاہت میں شامل ہیں۔ شیطان اُن کو چھو بھی نہیں گیا۔ وہ راستبازی کی وجہ سے ستائے گئے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور ظاہر ہے کہ جو لوگ اس درجہ کے انسان ہوں وہ گناہ کے مرتکب نہیں ہو سکتے اور شیطان کا اُن پر کبھی تصرف نہیں ہو سکتا۔ خواہ کچھ بھی ہو، انسان کتنا بھی جھگڑالو ہو ان آیات کی موجودگی میں اسے اتنا ضرور اقرار کرنا پڑیگا کہ نسلِ آدم میں جس طرح گنہگار اور بدکار ہیں اسی طرح پاکیزہ اور نیکوکار بھی ہیں۔ سارے کے سارے ہی بدکار نہیں۔ اور اس اقرار

سے عیسائیوں کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے اور ان کی عمارتِ کفارہ دھڑام سے گر جاتی ہے۔

(۲) نبیوں کو اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے بطور نمونہ اور اُسوۂ حسنہ بھیجا کرتا ہے اور وہ لوگوں کو سمجھانے آیا کرتے ہیں۔ لکھا ہے "تب بھی تو بہت برس تک اُن کی برداشت کرتا رہا۔ اور اپنی رُوح سے یعنی اپنے نبیوں کی معرفت سے انہیں سمجھاتا رہا۔" (نحمیاہ ۹/۳۰)۔ اب اگر خود نبی ہی بُرے کاموں میں مبتلا اور بدکاریوں کا مرتکب ہو تو وہ لوگوں کے لئے کیونکر نمونہ ہو سکتا اور ان کا نگران قرار پا سکتا ہے پس نبیوں کو گنہگار قرار دینے کے معنے یہ ہیں کہ ان کی نبوتیں جھوٹی تھیں اور یہ باطل ہے۔ پس نبیوں کی گنہگاری کا عقیدہ بھی باطل ہے۔

(۳) بائیبل مقدس گواہی دیتی ہے کہ بہت سے ایسے صلحاء اور مقدس انسان گزر چکے ہیں جو تمام زندگی بھر اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور اس کی شریعت کے تابعدار رہے اور انہوں نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا۔ ان مقدسوں میں سے چند کا ذکر کرتا ہوں:۔

اوّل۔ یوحنا (یحییٰ) علیہ السلام۔ بائیبل کہتی ہے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا پارسا اور بے گناہ تھا۔ آیاتِ ذیل ملاحظہ ہوں (الف) "وہ

خداوند کے حضور میں بزرگ ہوگا اور ہرگز نہ مے نہ کوئی اور شراب پئے گا۔ اور اپنی ماں کے پیٹ ہی سے رُوح القدس سے بھر جائے گا۔" (لوقا ۱/۱۵)۔ (ب) "خداوند کا ہاتھ اس پر تھا" (لوقا ۱/۶۶)۔ (ج) "اور وہ لڑکا بڑھتا اور رُوح میں قوت پاتا گیا اور اسرائیل پر ظاہر ہونے کے دن تک جنگلوں میں رہا۔" (لوقا ۱/۸۰)۔ (د) "ہیرودیس یوحنا کو راستباز اور مقدس آدمی جان کر اس سے ڈرتا اور اُسے بچائے رکھتا تھا۔" (مرقس ۶/۲۰)

(ھ) "یوحنا آیا اور بیابان میں بپتسمہ دیتا اور گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرتا تھا۔" (مرقس ۱/۴)

(و) "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں اُن میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں ہوا۔" (متی ۱۱/۱۱)

(ز) "یوحنا نہ کھاتا آیا نہ پیتا اور وہ کہتے ہیں کہ اس میں بدرُوح ہے۔ ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور وہ کہتے ہیں دیکھو کھاؤ اور شرابی آدمی محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار، مگر حکمت اپنے کاموں سے راست ثابت ہوئی۔" (متی ۱۱/۱۸-۱۹)۔ (ح) "اس وقت خدا کا کلام بیابان میں زکریا کے بیٹے یوحنا پر اُترا۔" (لوقا ۳/۲)

اِن آیات سے ثابت ہے کہ حضرت یوحنا ایک برگزیدہ اور معصوم انسان تھا۔ خدا کا ہاتھ اس پر تھا۔ خدا کا کلام اس پر اُترا۔ اور وہ ماں کے پیٹ سے ہی رُوح القدس سے بھر گیا۔ اور پھر وہ گنہگاروں کی رہائی کے لئے توبہ کا بپتسمہ دیتا تھا۔ اور عورتوں کے پیٹ سے پیدا ہونے والوں میں سب سے بڑا تھا۔ کیا ایسا شخص گنہگار ہو سکتا ہے؟ مَیں سمجھتا ہوں کہ کوئی عقلمند عیسائی یوحنا کو گنہگار قرار نہ دیگا۔ خصوصاً جبکہ یہ ثابت ہے کہ یسوع مسیح نے خود بھی یوحنا سے اس کا مخصوص بپتسمہ لیا۔ مَیں تمام عیسائیوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ از رُوئے بائیبل یوحنا کا کوئی گناہ ثابت کریں؟

دوم۔ ہابیل بن آدمؑ۔ حضرت آدمؑ کا صلبی فرزند ہابیل بھی راستباز اور صدیق تھا اور اس کے اعمال پاکیزہ تھے۔ اس سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ اناجیل میں آتا ہے:۔ (الف) "تاکہ سب راستبازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا تم پر آئے۔ راستباز ہابیل کے خون سے لے کر برکیاہ کے بیٹے زکریاہ کے خون تک جسے تم نے مقدس اور قربانگاہ کے درمیان قتل کیا" (متی ۲۳/۳۵) (ب) "ایمان ہی سے ہابیل نے قین سے افضل قربانی خدا کیلئے گزرانی اور اسی کے سبب اس کے راستباز ہونے کی گواہی

دی گئی کیونکہ خدا نے اس کی نذروں کی بابت گواہی دی۔" (عبرانیوں ۱۱/۴) (ج) "اور قین کی مانند نہ بنیں جو اس شریر سے تھا اور جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ اور اس نے کس واسطے اسے قتل کیا؟ اس واسطے کہ اس کے کام بُرے تھے اور اس کے بھائی کے کام راستی کے تھے۔" (۱۔یوحنا ۳/۱۲)

سوم۔ دانیال علیہ السلام۔ از رُوئے بائیبل دانیال نبی کا بھی کوئی گناہ ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ برعکس اس کے اس کی معصومیت کی شہادتیں موجود ہیں۔ چنانچہ بائیبل میں آتا ہے:۔ (الف) نبوکدنضر بادشاہ نے دانیال کے متعلق کہا "اس میں مقدس الٰہوں کی رُوح ہے۔" (دانیال ۴/۸)۔ (ب) "تب ان پیشواؤں اور سرداروں نے چاہا کہ ملک داری کی بابت دانی ایل پر قصور ثابت کریں لیکن وہ کوئی داؤ یا کوئی قصور نہ پا سکے۔ کیونکہ وہ دیانت دار تھا اور اس میں کوئی خطا یا گناہ پایا نہ گیا۔" (دانیال ۶/۴)۔ (ج) "تب دانی ایل نے بادشاہ سے کہا اے بادشاہ تا ابد زندہ رہ۔ میرے خدا نے اپنے فرشتے کو بھیجا ہے اور شیر ببروں کے مُنہ کو بند کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے مجھے ضرر نہ پہنچایا۔ اس لئے کہ اس کے آگے مجھ میں بے گناہی پائی

گئی اور تیرے آگے اے بادشاہ مَیں نے خطا نہیں کی۔"

(دانیال ۶/۲۱-۲۲)

چہارم۔ یوسیع۔ اس کے متعلق کتاب مقدس کہتی ہے :۔

"اس نے وہ کام کئے جو خداوند کی نگاہ میں بھلے تھے اور اپنے باپ داؤد کی ساری راہوں پر چلا اور دہنے یا بائیں مطلق نہ مُڑا۔" (۲۔ سلاطین ۲۲/۲)

پنجم و ششم۔ زکریاہ اور اُن کی بیوی کے متعلق انجیل میں لکھا ہے :۔

"اور وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے۔"

(لوقا ۱/۶)

ہفتم۔ حزقیاہ بادشاہ۔ اس کے متعلق بائبل میں آتا ہے :۔ (الف) "اور اس نے خداوند اسرائیل کے خدا پر توکل کیا ایسا کہ بعد اسکے یہوداہ کے سب بادشاہوں میں ویسا ایک نہ ہوا اور نہ اس سے آگے کوئی ہوا تھا۔ وہ خداوند سے لپٹا رہا اور اس کی پیروی کرنے سے باز نہ آیا۔ بلکہ اس نے اس کے حکموں کو جو خداوند نے موسیٰ کو دیئے تھے حفظ کیا۔ اور خداوند اس کے ساتھ تھا۔ وہ جدھر کو گیا کامیاب رہا۔" (۲۔ سلاطین ۱۸/۵-۷)۔ (ب) "تب حزقیاہ نے

اپنا مُنہ دیوار کی طرف کیا اور خداوند سے دعا مانگی اور کہا۔ اے خداوند مَیں منت کرتا ہوں کہ تُو یاد فرما کہ مَیں کس طرح تیرے حضور سچائی اور دل کے کامل شوق سے چلا۔ اور جو تیری نظر میں بھلا تھا اس پر عمل کیا۔" (یسعیاہ ۳۸/۲-۳)

ہشتم۔ سمسون بن منوحہ۔ اس کی پیدائش سے پیشتر فرشتہ اس کی والدہ کو بایں الفاظ بشارت دیتا ہے :۔

"سو اب خبردار رہیو۔ اور مے یا نشے کی کوئی چیز نہ پیجیو۔ اور ہر ایک ناپاک چیز کے کھانے سے پرہیز کیجیو کیونکہ دیکھ تُو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اس کے سر پر کبھی اُسترا نہ پھرے گا۔ اس واسطے کہ وہ لڑکا رحم ہی سے خدا کا نذیر ہوگا ..... وہ لڑکا پیٹ ہی سے اس کے مرنے کے دن تک خدا کا نذیر ہوگا۔" (قاضیوں ۱۳/۴-۷)

نہم۔ صموئیل النبی۔ تمام بنو اسرائیل کے سامنے وہ اپنی پاکیزگی کی تحدی کرتا ہے اور قوم کے لوگ اس کی پارسائی کی شہادت دیتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہے :۔

"مَیں نے کس سے دغابازی کی؟ اور کس پر مَیں نے ظلم کیا؟ اور کس کے ہاتھ سے مَیں نے رشوت لی تاکہ مَیں اس

ے چشم پوشی کروں ؟ اب میں اسے پھیر دینے کو حاضر ہوں۔
وہ بولے تُو نے ہم سے دغابازی نہیں کی اور نہ ہم پر ظلم کیا
اور نہ تُو نے کسی کے ہاتھ سے کچھ لیا۔ تب اس نے انہیں
کہا کہ خداوند تم پہ گواہ اور اس کا مسیح آج کے دن گواہ ہے
کہ تم نے میرے ہاتھ میں کچھ نہیں پایا۔ وہ بولے وہ گواہ۔"
(سموئیل ۱۲/۵-۳)

دہم۔ شمعون۔ لوقا انجیل نویس کہتا ہے:۔ "دیکھو یروشلم میں شمعون نام
ایک آدمی تھا اور وہ آدمی راستباز اور خدا ترس اور اسرائیل کی
تسلی کا منتظر تھا اور رُوح القدس اس پر تھا۔" (لوقا ۲/۲۵)

یازدہم۔ یوسف شوہر مریم۔ اس کے متعلق بھی انجیل میں لفظ "راستباز"
وارد ہوا ہے۔ لکھا ہے:۔
"اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اور اسے
بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا۔ چپکے سے اس کے چھوڑ دینے
کا ارادہ کیا۔" (متی ۱/۱۹)

میں نے یہ اشخاص بطور مثال ذکر کئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی متعدد
اشخاص ہیں۔ نوح، دانی ایل اور ایوب علیہم السلام کے متعلق مذکور ہے۔
"اے آدم زاد جبکہ کوئی سرزمین خطائے شدید کرکے میری گنہگار

ہوتی ہے۔ اور میں اپنا ہاتھ اس پر چلاؤں اور اس کی روٹی کی
ٹیک توڑوں۔ اور اس پر کال بھیجوں اور اس میں کے آدمیوں کو
اور حیوانوں کو ہلاک کروں۔ ہر چند یہ تین شخص نوح اور دانی ایل
اور ایوب اس میں موجود ہوتے تو خداوند یہوواہ کہتا ہے
کہ وہ اپنی صداقت سے فقط اپنی ہی جانوں کو بچاتے۔"
(حزقی ایل ۱۴/۱۲-۱۴)

ناظرین کرام! یہ میرے اس بیان کا خلاصہ ہے جو میں نے مناظرہ میں پیش
کیا۔ اور اب میں اس گفتگو کا ذکر کرتا ہوں جو اس مضمون کے متعلق ہمارے
درمیان بطور سوال و جواب ہوئی:۔

عیسائی:۔ آدم نے گناہ کیا۔ کیونکہ اس نے ممنوع درخت سے کھایا اور گنہگار
ہوگیا۔ اب جو بھی آدم کی نسل سے پیدا ہوگا وہ گنہگار ہوگا۔ لہذا
تمام لوگ بجز مسیح گنہگار ہیں کیونکہ مسیح مرد کے نطفہ سے نہیں۔

احمدی:۔ میرا یہ اعتقاد نہیں کہ حضرت آدمؑ گنہگار تھے لیکن اگر بالفرض
تسلیم بھی کر لیا جائے کہ آدمؑ نے گناہ کیا تب بھی یہ کیسے ثابت ہوگیا
کہ تمام لوگ گنہگار ہیں۔

عیسائی:۔ کیونکہ وہ آدم سے پیدا ہوئے اور اس کے فرزند ہیں۔

احمدی:۔ ایسا خیال تو لوگوں پر سراسر ظلم ہے۔ نیز یہ اعتقاد کتاب مقدس

کے بھی خلاف ہے کہ گناہ تو آدم کرے اور اس کی ساری نسل قیامت تک گنہگار ہو جائے۔ کیونکہ بائیبل میں صاف لکھا ہے:۔ (۱) "اولاد کے بدلے باپ دادے مارے نہ جائیں۔ نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کی جائے۔ ہر اک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائے گا۔" (استثناء ۲۴/۱۶)۔ (۲) "موسیٰ کی شریعت کی کتاب میں لکھا ہے کہ اس میں خداوند نے فرمایا ہے کہ بیٹوں کے بدلے باپ دادے قتل نہ ہوں گے اور نہ باپ دادوں کے بدلے بیٹے قتل ہوں گے بلکہ ہر ایک آدمی اپنے گناہ کے لئے مارا جاوے۔" (۲۔ تواریخ ۲۵/۴)۔ (۳) "ان دنوں میں یہ پھر نہ کہا جائے گا کہ باپ دادوں نے کچے انگور کھائے اور لڑکوں کے دانت کھٹے ہو گئے کیونکہ ہر ایک اپنی بدکاری کے سبب مریگا۔ ہر ایک جو کچے انگور کھاتا اس کے دانت کھٹے ہوں گے۔" (یرمیاہ ۳۱/۲۹-۳۰)۔ (۴) "دیکھ ساری جانیں میری ہیں۔ دیکھ جس طرح باپ کی جان اسی طرح بیٹے کی جان۔ دونوں میری ہیں۔ وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مرے گی۔" (حزقیل ۱۸/۴)۔ (۵) "وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مرے گی۔ بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اٹھائے گا۔ صادق کی صداقت اسی پر ہوگی اور شریر کی شرارت اسی پر پڑے گی لیکن اگر شریر اپنی ساری

خطاؤں سے جو اس نے کی ہیں باز آئے اور میرے سارے حکموں کو حفظ کرے۔ اور جو کچھ شرع میں درست اور روا ہے کرے تو وہ یقیناً جیئے گا وہ نہ مرے گا۔ اس کے سارے گناہ جو اس نے کئے اس کے لئے محسوب نہ ہوں گے۔" (حزقیل ۱۸/۲۰-۲۲)

نوٹ:۔ عیسائی پادری اس اعتراض کا بالکل جواب نہ دے سکا۔

احمدی:۔ یقیناً حضرت مریم مرد کے نطفہ سے پیدا ہوئی تھی پس وہ تمہارے قاعدہ کے مطابق گنہگار ہوگی اور پھر ضرور ہو گا کہ اس کا بیٹا مسیح بھی گنہگار ہو کیونکہ وہ اس کے رحم سے پیدا ہوا ہے۔

عیسائی:۔ مسیح بے گناہ ہے لیکن ہم لوگ مریم کی معصومیت کے قائل نہیں۔

احمدی:۔ یہ تو کوئی جواب نہیں۔ کیونکہ جب آپ کے اعتقاد کے مطابق آدم کے فرزند محض آدم کی نسل سے ہونے کے سبب گنہگار قرار پائے تو یسوع مسیح اپنی والدہ کی گنہگاری کے باعث کیونکر گنہگار نہ ہونگے۔ اچھا چلئے اور بات کہتا ہوں اور وہ یہ کہ شجرۂ ممنوعہ کے کھانے میں حضرت آدمؑ اور حوا شریک ہیں لیکن از روئے بائیبل حوا کا گناہ زیادہ ہے۔ کیونکہ اس نے پہلے خود کھایا۔ اور پھر آدمؑ کو کھانے کی تحریک کی۔ چنانچہ لکھا ہے:۔ "اور عورت نے جوں دیکھا کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں

خوب ہے تو اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے خصم کو بھی دیا
اور اس نے کھایا۔" (پیدائش ۳/۶) پولوس رسول کہتا ہے:۔ "اور
آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔"
(ا۔تمطاؤس ۲/۱۴) پس حوا کا گناہ آدم کی نسبت دوچند ہوا۔ اب
اگر آپ کا قاعدہ درست مانا جائے تب بھی جو بچہ مرد اور عورت کے
اختلاط سے پیدا ہوگا وہ نصف حصہ مرد کے گناہ کا اور نصف حصہ
عورت کے گناہ کا لے گا گویا درمیانی درجہ کا گنہگار ہوگا لیکن جو بچہ
صرف عورت سے پیدا ہوگا وہ اس کے پورے حصہ کا وارث ہوگا۔
بنا بریں محض عورت سے پیدا ہونے والا بجائے معصوم ہونے کے
عام بچوں سے زیادہ گنہگار ثابت ہوگا۔

عیسائی:۔ اصل اعتراض کا جواب دینے کی بجائے کہنے لگا کہ زبور میں
آتا ہے۔ "خداوند آسمان پر سے بنی آدم پر نگاہ کرتا تا دیکھے کہ ان میں
کوئی دانشمند خدا کا طالب ہے یا نہیں۔ وہ سب گمراہ ہوئے۔ وہ
ایک ساتھ بگڑ گئے۔ کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں۔" (۱۴/۲-۳)

احمدی:۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ایک خاص قوم اور خاص وقت کے متعلق
فرمایا ہے کیونکہ زبور کے اسی نمبر میں یہ بھی درج ہے:۔ "کیا ان سب
بدکاروں کو سمجھ نہیں جو میرے بندوں کو یوں کھا جاتے ہیں جیسے روٹی

کھاتے ہیں۔ وہ خداوند کا نام نہیں لیتے۔ وہ وہاں بڑے خوف
میں ہوتے۔ کیونکہ خدا صادقوں کی نسل کے درمیان ہے۔"
(زبور ۱۴/۴-۵) پس فقرہ "کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں" کا اطلاق
صرف خاص قوم اور اس کا روئے سخن خاص افراد کی طرف ہے۔
اور یہ عام قاعدہ ہے کہ توبیخ اور زجر کے مقام پر الفاظ عمومیت
کے رنگ میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

عیسائی:۔ حضرت داؤد نبی تھے مگر انہوں نے اوریا کی بیوی کالے لی۔
اور اس سے زنا کیا۔ کیا یہ فعل گناہ نہیں ہے؟

احمدی:۔ میرا خیال تھا کہ آپ اس قدر جرأت سے کام نہ لیں گے۔ اور
داؤد علیہ السلام کو زانی قرار نہ دیں گے کیونکہ متی کی انجیل کا پہلا
فقرہ ہی یہ ہے "یسوع مسیح ابن داؤد"۔ اب اگر آپ حضرت داؤد
کو زانی کہیں گے (معاذ اللہ) تو یسوع مسیح کیا ہوگا؟

عیسائی:۔ یسوع کے انجیلی نسب نامہ میں بعض دادیاں اور نانیاں بھی
زناکار پائی جاتی ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ تو دنیا کو
نجات دینے کے لئے آیا ہے۔ اسی طرح وہ ابن داؤد ہے۔
اور داؤد سے بلاشبہ فعلِ زنا کا صدور ہوا۔ اور یہ میں نہیں
کہتا بلکہ بائیبل کہتی ہے۔

احمدی:- ذرا غور تو کریں کہ حضرت داؤد علیہ السلام تو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں جن سے خدا ہمکلام ہوتا۔ میں ایک معمولی مومن ہوں اور میں اس بے حیائی کا مرتکب نہیں ہو سکتا تو کس طرح ممکن ہے کہ خدا کا نبی زنا جیسے کمینہ فعل کا مرتکب ہو۔ آپ ہی بتائیں کہ کیا آپ اس بدکاری پر آمادہ ہو سکتے ہیں؟

عیسائی:- بے شک میں تو یہ بدکاری نہیں کرتا لیکن داؤد کے متعلق تو بائیبل گواہی دیتی ہے میں کیا کر سکتا ہوں۔

احمدی:- اللہ تعالیٰ نے ہم کو عقل بخشی ہے جس کے ذریعہ سے ہم کھوٹے اور کھرے، اور جھوٹ اور سچ میں تمیز کر سکتے ہیں۔ خود بائیبل میں بھی کافی اشارات موجود ہیں جو حضرت داؤد علیہ السلام کو اس الزام سے بری قرار دیتے ہیں اور یقیناً یہ قصہ بائیبل میں تحریف ہے۔ کوئی شریف آدمی ایسا فعل نہیں کر سکتا چہ جائیکہ ایک عظیم الشان نبی اس کا مرتکب ہو۔ اور یوں تو اناجیل میں بکثرت ایسے بیانات موجود ہیں جو خود یسوع مسیح کو گنہگار ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً (۱) یسوع مسیح نے یوحنا علیہ السلام سے بپتسمہ لیا اور یوحنا کا بپتسمہ "گناہوں کی معافی" کے لئے تھا (مرقس ۴/۱)۔ (۲) یسوع مسیح نے لوگوں کو شراب پلائی (یوحنا باب دوم) حالانکہ شراب کے متعلق

لکھا ہے:- "حرامکاری اور مے اور نئی مے دل کو کھو دیتی ہیں"۔ (ہوسیع ۱۱/۴)۔ (۳) از روئے انجیل یسوع کی کذب بیانی بھی ثابت ہے۔ کیونکہ عید خیام کے موقعہ پر اس نے اپنے بھائیوں کو جواباً کہا "تم عید میں جاؤ۔ میں ابھی اس عید میں نہیں جاتا"۔ لیکن بعد از اں بھائیوں کے چلے جانے کے بعد "اس وقت وہ بھی گیا ظاہراً نہیں بلکہ گویا پوشیدہ"۔ (یوحنا ۸-۱۰/۷)۔ (۴) پھر انجیل سے ظاہر ہے کہ یسوع مسیح نے اپنی والدہ ماجدہ کو نہایت تحقیر آمیز لہجہ میں کہا "اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے؟ ابھی میرا وقت نہیں آیا"۔ (یوحنا ۴/۲) غرض اس قسم کے بہت سے امور ہیں۔ جو یسوع مسیح کی شان کو گرانے والے ہیں۔ اس قسم کے تمام بیانات سے مخلصی کا طریق صرف یہ ہے کہ ہم ان کو بیاناتِ محرّفہ قرار دیں اور حضرت داؤد و حضرت مسیح علیہما السلام کو معصوم نبی مانیں جیسا کہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

عیسائی:- پولوس رسول متدین تھا اور اپنے آپ کو پارسا خیال کرتا تھا لیکن آخر کار اسے معلوم ہو گیا کہ وہ گنہگار رہے۔ اور اس نے اپنے گناہ کا اعتراف کر لیا۔

احمدی:- پولوس سچ مچ گنہگار تھا۔ اس کا اعتراف کرنا بجا ہے اور میں

بھی پولوس کے بارہ میں آپ سے اختلاف نہیں کرتا لیکن سوال تو یہ ہے کہ کیا بائیبل ان لوگوں کی طرف کوئی گناہ منسوب کرتی ہے جن کے نام میں نے مع اصل عبارتوں کے ذکر کئے ہیں اور آپ نے بھی ان کے متعلق دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ تک غور کیا ہے۔

عیسائی:۔ ہاں ان مذکورین میں سے ایک سمسون ہے۔ اس کے متعلق ثابت ہے کہ وہ زنا کار تھا جیسا کہ قاضیوں کی کتاب میں آتا ہے "بعد اس کے سمسون غزہ کو گیا۔ وہاں اس نے ایک فاحشہ عورت دیکھی۔ وہ اس پاس اندر گیا۔ اور غزہ کے لوگوں کو خبر ہوئی کہ سمسون یہاں آیا ہے۔ انہوں نے اسے گھیر لیا۔" (۱۶/۲-۱)

احمدی:۔ (۱) یہ آیت صرف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سمسون اپنے دشمنوں سے بچنے کے لئے ایک بدکار عورت کے ہاں پناہ گزین ہوا۔ یہ تو ویسا ہی قصہ ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب میں آتا ہے "تب نون کے بیٹے یشوع نے سطیم سے دو مرد بھیجے کہ چھپ کے جاسوسی کریں۔ اور انہیں کہا کہ جاؤ اس سرزمین کو اور یریحو کو دیکھو۔ چنانچہ وہ گئے اور ایک فاحشہ کے گھر میں جس کا نام راحب تھا آئے اور وہیں ٹکے۔" (۲/۱) یہ دو مرد زنا کار نہ تھے بلکہ دشمنوں سے بچنے کے لئے فاحشہ کے گھر میں ٹکے ویسے ہی سمسون کا حال ہے۔

(۲) اگر یہ مانا جائے کہ سمسون زنا کار تھا تو اللہ تعالےٰ کی پیشگوئی کہ "وہ لڑکا پیٹ ہی سے اس کے مرنے کے دن تک خدا کا نذیر ہوگا" باطل ماننی پڑے گی۔ (۳) عبرانیوں کے نام خط میں مذکور ہے "اب اَور کیا کہوں ؟ اتنی فرصت کہاں کہ جدعون اور باراق اور سمشون اور یفتہ اور داؤد اور سموئیل اور اَور نبیوں کا احوال بیان کروں ؟ انہوں نے ایمان ہی کے سبب بادشاہتوں کو مغلوب کیا۔ راستبازی کے کام کئے۔ وعدہ کی ہوئی چیزوں کو حاصل کیا۔ شیروں کے منہ بند کئے۔" (۱۱/۳۳-۳۲)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ سمشون ایماندار، راستباز اور خدا کے وعدوں کو پانے والا تھا۔ پس پادری صاحب! آپ کا استدلال غلط ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر آپ ذرا غور فرمائیں تو سمشون کا یہ قصہ یسوع کے اس قصہ کے بالمقابل بالکل معمولی ہے جسے انجیل لوقا میں بایں الفاظ درج کیا گیا ہے:۔ "تو دیکھو ایک بدچلن عورت جو اس شہر کی تھی یہ جان کر کہ وہ اس فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا ہے۔ سنگ مرمر کی عطر دانی میں عطر لائی اور اس کے پاؤں کے پاس روتی ہوئی پیچھے کھڑی ہو کر اس کے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھے

اور اس کے پاؤں بہت چومے اور ران پر عطر ڈالا" (۳۷-۳۸)
پس بناء بریں ہرگز جائز نہیں کہ آپ شمشون پر وہ اتہام لگائیں
جس سے وہ بری ہے۔ علاوہ ازیں میں پوچھتا ہوں کہ کیا باقی ذکر کردہ
راستبازوں میں سے کسی کا آپ گناہ ثابت کر سکتے ہیں؟

عیسائی:۔ نہیں! کیونکہ کتاب مقدس نے ان کا کوئی گناہ ذکر نہیں کیا۔

احمدی:۔ بہرحال آپ کے سامنے کم از کم دس بزرگ ایسے ہیں جن کا
آپ کوئی گناہ ثابت نہیں کر سکتے۔ بلکہ بائیبل ان کی راستبازی کا
ذکر کرتی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ آپ کا دعویٰ باطل ہے کہ بجز
یسوع مسیح سب کے سب لوگ گناہ گار ہیں۔ اور اس بات سے آپ کے
کفارہ کے عقیدہ کا بطلان ثابت ہے ؛

اس جگہ تک پہنچ کر پہلا مناظرہ ختم ہو گیا اور آخر کار ڈاکٹر فیلیبس
کو اپنے دستخطوں سے ہمیں ایک تحریری اقرار دینا پڑا جس میں اُس
نے حضرت داؤد کو گنہگار قرار دینے کے بعد صاف لفظوں میں اعتراف
کیا کہ:۔

"ولم یذکر فی الکتاب المقدس خطایا یوحنا
المعمدان و زکریا و زوجتہ و دانیال و

یوشیا و حزقیاہ و ھابیل فقط"۔

"بائیبل میں یوحنا بپتسمہ دینے والے۔ زکریا۔ ان کی
بیوی۔ دانیال۔ یوسیا۔ حزقیاہ اور ہابیل کا کوئی
گناہ مذکور نہیں"۔

دوسرا مناظرہ

مسئلہ اُلوہیتِ مسیح کے متعلق

یہ مناظرہ ڈاکٹر فیلیبس صاحب کے مکان (امریکن مشن کی وسیع عمارت)
میں دو گھنٹے سے زیادہ دیر تک جاری رہا اور میں اپنے دلائل کے ذکر کرنے
سے بیشتر جو اس مناظرہ میں میں نے پیش کئے اور ڈاکٹر صاحب کسی ایک
کو بھی نہ توڑ سکے۔ بطور خلاصہ اس گفتگو کو ذکر کرتا ہوں جو ہمارے
درمیان ہوئی:۔

عیسائی:۔ یسوع مسیح خدا اور ابن اللہ ہے۔ کیونکہ وہ بغیر باپ کے
پیدا ہوا ہے۔

احمدی :- حضرت آدم بغیر باپ اور ماں کے پیدا ہوئے تھے تو وہ تو
خدا سے اور اس کے بیٹے سے بھی بڑے ہوں گے۔ ایسا ہی ملک
صدق شالیم کے متعلق بائیبل میں آتا ہے :-

"یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ ہے نہ اس کی عمر کا
شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا۔"
(عبرانیوں ۷/۳)

عیسائی :- اناجیل میں یسوع کے متعلق بکثرت لفظ ابن اللہ آیا ہے۔
(چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اس جگہ بعض حوالجات پڑھے۔)

احمدی :- ان آیات کو حقیقت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ لازماً ان سے
مجازی معنے مراد لینے پڑیں گے جس کی دو وجہیں ہیں اوّل یسوع
مسیح نے اپنے بیٹے ہونے کی تفسیر خود بیان کر دی ہے۔ اور اس
تفسیر کی رُو سے آپ کا درجہ پہلے انبیاء کی نسبت سے زیادہ نہیں۔
بلکہ کم ہی ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے :" یہودیوں نے اسے
سنگسار کرنے کے لئے پھر پتھر اٹھائے۔ یسوع نے انہیں جواب
دیا کہ میں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں
ان میں سے کس کام کے سبب مجھے سنگسار کرتے ہو۔ یہودیوں نے
اسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب نہیں بلکہ کفر کے سبب

تجھے سنگسار کرتے ہیں۔ اور اس لئے کہ تُو آدمی ہو کر اپنے آپ کو
خدا بناتا ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا کہ تمہاری شریعت میں
یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو؟ جبکہ اس نے انہیں خدا کہا
جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن
نہیں۔ آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا۔
کہتے ہو کہ تُو کفر بکتا ہے۔ اس لئے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا
ہوں" (یوحنا ۱۰/۳۲-۳۶) ظاہر ہے کہ یہود نے حضرت مسیح کو انسان
ہو کر خدائی کا دعویدار سمجھ کر کفر بکنے والا قرار دیا۔ اب اگر حضرت
مسیح فی الواقعہ خدا تھے تو کہتے کہ بے شک میں خدا ہوں تم لوگ نادان
ہو۔ مگر آپ نے جواب یہ دیا کہ پہلے انبیاء اور برگزیدوں کے
حق میں جب یہ وارد ہے کہ "تم خدا ہو" تو اب میرے صرف یہ کہہ دینے
سے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ کیا غضب آ گیا۔ گویا جن معنوں میں پہلے
نبیوں کو خدا کہا گیا ہے انہی معنوں میں یسوع خدا کا بیٹا تھا۔ لہذا
ابن اللہ مجازاً استعمال ہوا ہے نہ کہ حقیقتاً۔ دوم۔ بائیبل
میں اور بہت سے لوگوں کے حق میں خدا کے بیٹے کا لفظ وارد ہوا
ہے۔ بعض حوالجات یہ ہیں :- (ا) "خداوند نے یوں فرمایا ہے
کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہے۔" (خروج ۴/۲۲)

(۲) "تم خداوند اپنے خدا کے فرزند ہو۔" (استثناء ۱۴/۱) (۳) "یتیموں کا باپ اور بیواؤں کا ولی اپنے مکانِ مقدس میں خدا ہے۔" (زبور ۶۸/۵)۔ (۴) "وہی سلیمان۔ میرے نام کا ایک گھر بنائے گا اور میں اس کی سلطنت کا تخت ابد تک قائم رکھوں گا۔ اور میں اس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔" (۲۔سموئیل ۷/۱۳-۱۴)۔ (۵) "میں نے اسے چُن لیا کہ میرا بیٹا ہو اور میں اس کا باپ ہوں گا۔" (۱۔تواریخ ۲۸/۶ و ۲۲/۱)۔ (۶) "مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔" (متی ۵/۹)۔ (۷) "تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو۔" (متی ۵/۴۵)۔ (۸) "تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے۔" (متی ۲۳/۹)۔ (۹) "جس کا یہ ایمان ہے کہ یسوع ہی مسیح ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔" (۱۔یوحنا ۵/۱)۔ (۱۰) "وہ شیث کا اور وہ آدم کا اور وہ خدا کا (بیٹا) تھا۔" (لوقا ۳/۳۸)۔ (۱۱) "ہم تو اس کی نسل بھی ہیں۔" (اعمال ۱۷/۲۸)۔ (۱۲) "اس لئے کہ جتنے خدا کے رُوح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں" (رومیوں ۸/۱۴) (۱۳) "ہم خدا کے فرزند ہیں۔" (رومیوں ۸/۱۶)۔ (۱۴) "اِس واسطے بھی کہ خدا کے پراگندہ فرزندوں کو جمع کر کے ایک

کر دے۔" (یوحنا ۱۱/۵۲)۔ (۱۵) "کیونکہ جنہیں اس نے پہلے سے جانا انہیں پہلے سے مقرر بھی کیا کہ اس کے بیٹے کے ہم شکل ہوں تاکہ وہ بہت سے بھائیوں میں پلوٹھا ٹھہرے۔" (رومیوں ۸/۲۹)۔ (۱۶) "کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کا مقدس ہو اور خدا کا رُوح تم میں بسا ہوا ہے۔" (۱کرنتھیوں ۳/۱۶)۔ (۱۷) "تو میں تم کو قبول کر لوں گا اور تمہارا باپ ہوں گا اور تم میرے بیٹے بیٹیاں ہو گے۔ یہ خداوند قادرِ مطلق کا قول ہے۔" (۲۔کرنتھیوں ۶/۱۸)۔ (۱۸) "تم زندہ خدا کے فرزند ہو۔" (ہوسیع ۱/۱۰)۔ (۱۹) "میں اسرائیل کا باپ ہوں اور افرائیم میرا پلوٹھا ہے۔" (یرمیاہ ۳۱/۹)

ان تمام حوالجات سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ بائیبل میں بیٹے کا لفظ پیارے کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے پیارے نبی تھے۔

عیسائی:۔ عہدِ قدیم بھی بوضاحت بتا رہا ہے کہ مسیح خدا اور رب تھا۔

احمدی:۔ یہ غلط ہے۔ دیکھئے انجیل متی کی شرح مطبوعہ مطبعۃ النیل (قاھرہ) کے صفحہ ۷۰ پر لکھا ہے:۔

"لم یعلن عن نفسه من هو ولم تکن نبوات العهد القدیم موضحة لاهوته

جلیباً"۔

ترجمہ:۔ مسیح نے اپنے متعلق اعلان نہ کیا تھا کہ وہ کون ہے اور عہدِ قدیم کی پیشگوئیاں اس کی الوہیت کو صاف ظاہر نہ کرتی تھیں۔"

عیسائی:۔ یسعیاہ کے صحیفہ میں وارد ہے:۔ "دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام عمانوایل رکھے گی۔ وہ دہی و شہد کھائے گا۔ جس وقت کہ وہ بُرا ترک کرنے کا اور بھلا پسند کرنے کا امتیاز پائے" (۷/۱۴-۱۵)

احمدی:۔ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیحؑ پر منطبق ہو گئی تب بھی یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ وہ خدا یا خدا کا بیٹا تھا؟ لیکن سچ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیحؑ پر چسپاں نہیں ہوتی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ (۱) مسیحؑ کی والدہ ماجدہ نے اس کا نام عمانوایل نہیں رکھا بلکہ یسوع۔ اور معنوی طور پر یہ لفظ حضرت مسیحؑ پر صادق نہیں آتا کیونکہ عمانوایل کے معنے ہیں "اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔" اور یسوع نے کہا ہے کہ "اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" (مرقس ۱۵/۳۴) پس لفظ عمانوایل نہ لفظاً نہ معناً حضرت مسیحؑ پر کسی طور سے منطبق نہیں ہوتا۔ ہاں ہمارے سید و مولیٰ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ لفظ معنوی طور پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ آپ ہی ہیں جنہوں نے اس ہولناک وقت میں جبکہ بڑے سے بڑے جری کا دل گھبرا جاتا ہے اپنے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوری قوتِ شجاعت سے فرمایا تھا "لا تحزن اِنّ اللّٰہ معنا" (قرآن مجید) غم مت کرو یقیناً یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (۲) پھر آپ یہ بھی ثابت نہیں کر سکتے کہ یسوع مسیح نے دہی اور شہد کھایا تھا۔ لہٰذا یہ ہرگز مناسب نہیں کہ آپ وہ دعویٰ کریں جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔

عیسائی:۔ اس آیت میں کنواری کا لفظ ہے اور بجز مریم والدہ مسیح کے کسی کنواری عورت نے بچہ نہیں جنا۔

احمدی:۔ بے شک یہ ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیحؑ بغیر باپ کے محض قدرتِ الٰہی کے کرشمہ کے اظہار کے لئے مخلوق ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لیکن یسعیاہ نبی کی کتاب میں عبرانی زبان کا جو لفظ ہے وہ 'העלמה' (ھاعلمہ) ہے اور یہ لفظ کنواری کے ساتھ مختص نہیں۔ بلکہ کنواری اور غیر کنواری ہر نوجوان عورت پر اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

عیسائی:۔ مجھے معلوم ہے کہ احمدی لوگ اس مسئلہ میں جرمنی کے ملحدین کے

اقوال کو حجت پکڑتے ہیں۔

احمدی:۔ مجھے تو معلوم نہیں کہ جرمنی کے محقق بھی یہی کہتے ہیں لیکن میں نے جو بات کہی ہے اس کی صداقت تو عبرانی زبان سے ثابت ہے۔ یہ لیجئے عبرانی کی ڈکشنری میرے قول کی سچائی پر گواہی دے رہی ہے نیز یہی لفظ کتاب امثال ۳۰/۱۹ میں بھی آیا ہے۔ اس کا ترجمہ خود عربی بائیبل میں آپ لوگوں نے (فتاۃ) جوان عورت کیا ہے۔

نوٹ:۔ میں نے آج یہ ترجمہ کرتے وقت اُردو بائیبل دیکھی تو پادریوں نے وہاں "مرد کی روش جو کنواری کے ساتھ ہے" ترجمہ کیا ہے۔ عبرانی کے اصل لفظ کے لحاظ سے اِس جگہ کنواری کی بجائے "جوان عورت" ہی صحیح ترجمہ ہے نیز معنوں کے لحاظ سے بھی۔ (ابوالعطاء)

عیسائی:۔ اچھا! میں ایک اَور پیشگوئی ذکر کرتا ہوں جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا تھا نہ کہ محض نبی اور رسول۔ اور وہ یہ ہے کہ:۔ "ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے عجیب۔ مشیر۔ خدائے قادر۔ ابدیت کا باپ۔ سلامتی کا شاہزادہ۔ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔" (یسعیاہ ۹/۶-۷)

احمدی:۔ آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ یہ پیشگوئی یسوع مسیح پر چسپاں ہوتی ہے کیونکہ پیشگوئی تو بتا رہا ہے کہ وہ بچہ "خدائے قادر ابدی باپ" ہوگا اور آپ لوگ مسیح کو "باپ" نہیں بلکہ بیٹا مانتے ہیں۔ نیز یسوع قادر بھی نہ تھا بلکہ محض عاجز بشر۔ حتّٰی کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق یہودیوں نے اس کو بُری طرح قتل کر دیا۔ پھر یسوع سلامتی کا شاہزادہ بھی نہ تھا بلکہ خود کہتا ہے کہ:۔ "یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا۔ صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہوں۔" (متی ۱۰/۳۴)

عیسائی:۔ یہ پیشگوئی تو بہت واضح ہے اور اس سے ثابت ہے کہ یسوع مسیح اِلٰہ تھا۔

احمدی:۔ میں کہہ چکا ہوں کہ ہم اِس پیشگوئی کا یسوع مسیح پر صادق آنا نہیں مانتے۔ لیکن اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ وہی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں تو بھی میں کہتا ہوں کہ یہ مجازی کلام ہے اور اس قسم کی بائیبل میں متعدد مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً آتا ہے (۱) "پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا دیکھ میں نے تجھے فرعون کے لئے خدا سا بنایا۔" (خروج ۷/۱)۔ (۲) "اور وہ (ہارون) تیرے عوض لوگوں سے باتیں کرے گا۔ اور وہ ہاں وہی تیری زبان کی جگہ ہوگا اور تو

اس کے لئے خدا کی جگہ ہوگا۔" (خروج ۴/۱۶)۔ (۳) "مَیں نے
تو کہا کہ تم الٰہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔" (زبور ۸۲/۶)

یہ اُس گفتگو کا خلاصہ ہے جو پادری صاحب کے بیان کے متعلق ہوئی۔
مجھے بہت خواہش تھی کہ پادری صاحب یسوع مسیح کے معجزات کا ذکر درمیان
میں لائیں مگر انہوں نے اس طرف کا رُخ نہ کیا۔ اس لئے ہم بھی اس حصۂ
مضمون کو کسی دوسرے مستقل نمبر کے لئے ملتوی کرتے ہیں۔ اور اب مَیں
اپنے ان دلائل کا خلاصہ درج ذیل کرتا ہوں جو مَیں نے ابطالِ الوہیتِ
مسیحؑ کے لئے مباحثہ میں پیش کئے۔ اگر کوئی پادری ان کی تردید کر سکتا
ہے تو ہماری طرف سے دعوتِ عام ہے۔ ڈاکٹر فیلیبس صاحب نے
تو ان کو چھوا تک نہیں:۔

الف:۔ اناجیل سے حضرت مسیح ناصریؑ کا درجہ رسالت اور نبوت سے
زیادہ ثابت نہیں ہوتا۔ اور ظاہر ہے کہ جو رسول ہوگا وہ خدا
نہیں ہو سکتا۔ ہمارے اس دعویٰ پر مندرجہ ذیل آیات شاہد ہیں:۔
(۱) "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع
مسیح کو جسے تُو نے بھیجا ہے جانیں۔" (یوحنا ۱۷/۳)۔ (۲) "جو کوئی
میرے نام پر ایسے بچوں میں سے ایک کو قبول کرتا ہے وہ مجھے

قبول کرتا ہے اور جو کوئی مجھے قبول کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ اسے
جس نے مجھے بھیجا ہے قبول کرتا ہے۔" (مرقس ۹/۳۷)۔ (۳) "مَیں
اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے
پاس نہیں بھیجا گیا۔" (متی ۱۵/۲۴)۔ (۴) "مَیں نے اپنے باپ کے
حکموں پر عمل کیا ہے اور اس کی محبت میں قائم ہوں۔" (یوحنا ۱۵/۱۰)
(۵) "اب تم مجھ جیسے شخص کے قتل کی کوشش میں ہو جس نے تم
کو وہی حق بات بتائی جو خدا سے سُنی۔" (یوحنا ۸/۴۰)۔ (۶) "جو تجھے
قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے
وہ میرے بھیجنے والے کو قبول کرتا ہے۔" (متی ۱۰/۴۰) پس ثابت
ہوا کہ مسیحؑ محض رسول ہیں خدا نہیں۔

ب:۔ اللہ تعالیٰ کی شناخت اس کی صفات سے ہی ہو سکتی ہے اور
اگر الٰہی صفات حضرت مسیحؑ میں موجود ہیں تو آپ کا انہیں خدا کہنا
مزاوار بھی ہے لیکن حقیقت برعکس ہو اور حضرت مسیحؑ میں صفاتِ
الٰہیہ پائی نہ جاتی ہوں تو یقیناً ان کی خدائی کا دعویٰ سراسر
باطل اور خلافِ حق بات ہے۔ آئیے اب ہم اللہ تعالیٰ کی صفات
اور اس کے افعال کا حضرت مسیحؑ کے افعال و اعمال سے مقابلہ
کرتے ہیں:۔

(۱) اللہ تعالیٰ کسی سے دُعا نہیں مانگتا بلکہ لوگ اس سے دُعائیں مانگتے اور التجائیں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ نیک لوگوں کی دُعاؤں کو سُنتا ہے۔ لکھا ہے :۔ "خداوند شریروں سے دُور ہے پر وہ صادقوں کی دُعا سُنتا ہے۔" (امثال ۱۵/۲۹)۔ حضرت مسیح کی یہ شان نہیں بلکہ آپ تو خود اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کیا کرتے تھے۔ اناجیل میں وارد ہے :۔ "وہ جنگلوں میں الگ جا کر دُعا مانگا کرتا تھا۔" (لوقا ۵/۱۶) "پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دُعا مانگنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔" (لوقا ۲۲/۴۴) "اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ یہیں بیٹھے رہنا جب تک کہ میں وہاں جا کر دُعا مانگوں۔" (متی ۲۶/۳۶) "اُس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پُکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اُس کی سُنی گئی۔" (عبرانیوں ۵/۷) اب بتایا جائے کہ اگر مسیح خود ربّ تھا تو وہ کس سے دُعا کیا کرتا تھا اور کس کو زاری کر کے اپنی مدد کے لئے بلاتا تھا؟ اِن آیات سے ثابت ہے کہ مسیح خدا نہ تھا۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی صفت یہ ہے کہ وہ ہر چیز پر قادرِ مطلق ہے (۲-کرنتھیوں ۶/۱۸)

لیکن یسوع بالکل قادر نہ تھا۔ پس وہ ہرگز خدا نہیں ہو سکتا۔ اس بات کا ثبوت کہ یسوع قادر نہ تھا مندرجہ ذیل آیاتِ انجیل سے ظاہر ہے :۔ "میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا جیسا سُنتا ہوں عدالت کرتا ہوں۔ اور میری عدالت راست ہے کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں۔" (یوحنا ۵/۳۰) "اور وہ کوئی معجزہ وہاں نہ دکھا سکا۔ سوا اس کے کہ تھوڑے سے بیماروں پر ہاتھ رکھ کر انہیں اچھا کر دیا۔" (مرقس ۶/۵) "اور (ہیرودیس) اس کا کوئی معجزہ دیکھنے کا امیدوار تھا اور وہ اس سے بہتیری باتیں پوچھتا رہا مگر اس نے اسے کچھ جواب نہ دیا۔" (لوقا ۲۳/۸-۹) "ہاں وہ کمزوری کے سبب سے صلیب دیا گیا لیکن خدا کی قدرت کے سبب سے زندہ ہے۔" (۲-کرنتھیوں ۱۳/۴)

(۳) اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشّہادۃ ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ آسمان اور زمین اور ہر مخلوق کو وہ جانتا ہے۔ "تو ہاں تُو ہی اکیلا سارے بنی آدم کے دلوں کو جانتا ہے" (۱-سلاطین ۸/۳۹) اس کے بالمقابل یسوع مسیح ہرگز اِس صفت سے متصف نظر نہیں آتا۔ اناجیل کے مندرجہ ذیل بیانات اس پر شاہد ناطق ہیں :۔

(الف) "لیکن اس دن یا اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا

نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا ۔مگر باپ۔" (مرقس ۱۳/۳۲)۔ (ب) اور جب صبح کو پھر شہر میں جاتا تھا تو اُسے بھوک لگی اور انجیر کا ایک درخت راہ کے کنارے دیکھ کر اس کے پاس گیا اور پتوں کے سوا اس میں کچھ نہ پا کر اس سے کہا کہ آئندہ تجھ میں کبھی پھل نہ لگے اور انجیر کا درخت اُسی دم سُوکھ گیا۔" (متی ۲۱/۱۸-۱۹)۔ (ج) یسوع نے کہا۔ وہ کون ہے جس نے مجھے چھُوا؟ جب سب انکار کرنے لگے تو پطرس اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اے صاحب! لوگ تجھے دباتے اور تجھ پر گرے پڑتے ہیں مگر یسوع نے کہا کہ کسی نے مجھے چھُوا تو ہے کیونکہ میں نے معلوم کیا کہ قوت مجھ میں سے نکلی ہے۔" (لوقا ۸/۴۵-۴۶)۔ (د) پہلے پطرس کے متعلق کہا "میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دونگا اور جو کچھ تُو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر بندھے گا۔ اور جو کچھ تُو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھُلے گا۔" (متی ۱۶/۱۹) تھوڑی دیر کے بعد" اس نے پھر پطرس سے کہا اے شیطان میرے سامنے سے دُور ہو تُو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے۔" (متی ۱۶/۲۳)۔ (ذ) یسوع کے بارہ۱۲ شاگردوں میں یہوداہ بھی تھا جس نے بعد ازاں اسے پکڑوا دیا اور مرتد ہو گیا۔ ان تمام کو یہوداہ سمیت یسوع کہتا

ہے:۔ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ۱۲ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔" (متی ۱۹/۲۸)

ان آیات سے ظاہر ہے کہ یسوع مسیح ہرگز عالم الغیب نہ تھے اور مخفی باتوں کو وہ نہ جانتے تھے۔ بلکہ بعض عام امور (مثلاً انجیر کے پھل کا موسم) بھی آپ کو معلوم نہ تھے۔ لہذا ان کو خدا قرار دینا سراسر غلط ہے۔

(۴) خدا کی شان یہ ہے کہ وہ مرا نہیں کرتا۔ "بقا صرف اسی کو ہے اور وہ اس نور میں رہتا ہے جس تک کسی کی گذر نہیں ہو سکتی۔ نہ اُسے کسی انسان نے دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے۔" (۱-تمطاوس ۶/۱۶) لیکن اس کے برعکس یسوع مسیح مر گیا۔ لکھا ہے:۔ "جب ہم کمزور ہی تھے تو عین وقت پر مسیح بے دینوں کی خاطر مُوا۔" (رومیوں ۵/۶) پس مسیح خدا نہیں ہو سکتا۔

(۵) اللہ تعالیٰ ہی ہے جو انسانوں کو نجات دیتا اور انہیں ہلاکتوں سے بچاتا ہے۔ داؤد علیہ السلام کہتے ہیں:۔ "صادق پر بہت سی مصیبتیں ہوتی ہیں پر خدا وند اس کو ان

سب سے پھرا آتا ہے۔" (زبور ۳۴/۱۹) اور یسوع مسیح لوگوں کو مصیبتوں سے نہیں پھڑاتا تھا بلکہ وہ خود مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے نجات کا طالب ہوا کرتا تھا۔ انجیل یوحنا میں آتا ہے "اب میری جان گھبراتی ہے۔ پس میں کیا کہوں؟ اے باپ مجھے اس گھڑی سے بچا۔" (۱۲/۲۷) بنا بریں مسیح کو خود خدا سمجھنا بالکل غیر معقول بات ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ اسے کسی کا خوف ہوتا ہے لیکن یسوع مسیح ایسا نہ تھا۔ بلکہ وہ یہود سے خائف و ترساں رہا کرتا تھا۔ جس کا ثبوت انجیل کے حسب ذیل اقتباسات سے عیاں ہے:۔ "وہ اسی روز سے اس کے قتل کرنے کا مشورہ کرنے لگے۔ پس اس وقت سے یسوع یہودیوں میں علانیہ نہیں پھرا بلکہ وہاں سے جنگل کے نزدیک کے علاقے میں افرائیم نام ایک شہر کو چلا گیا۔" (یوحنا ۱۱/۵۳-۵۴) "اس وقت اس نے شاگردوں کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتانا کہ یہ مسیح ہے۔" (متی ۱۶/۲۰) "جب اس کے بھائی عید میں چلے گئے اس وقت وہ بھی گیا۔ ظاہرا نہیں بلکہ گویا پوشیدہ۔" (یوحنا ۷/۱۰)۔ پس کس طرح ممکن ہے کہ ایک ڈرپوک اور لرزاں انسان خدائے قادر و توانا قرار دیا جائے؟

(۷) خدا وہ ہے جو زمین و آسمانوں پر متصرف اور ہر جگہ اس کا حکم نافذ ہے۔ اس کے فیصلہ کو رد نہیں کیا جا سکتا اور اس کے حکم کو روکا نہیں جا سکتا۔ باقی رہا یسوع مسیح تو ہم میں سے ہر ایک بخوبی جانتا ہے کہ ان کی یہ شان نہ تھی۔ وہ کہتے ہیں:۔ "اپنے دہنے بائیں کسی کو بٹھا دینا میرا کام نہیں۔ مگر جن کے لئے میرے باپ کی طرف سے تیار کیا گیا انہیں کے لئے ہے۔" (متی ۲۰/۲۳) "پھر تھوڑا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یہ دعا مانگی۔ اے میرے باپ! اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔" (متی ۲۶/۳۹) پس ثابت ہوا کہ یسوع مسیح ہرگز خدا نہ تھے۔

(۸) اللہ تعالیٰ مخلوقات سے بالا ہے اور کوئی اس کی آزمائش نہیں کر سکتا نہ نیکی سے نہ بدی سے۔ چنانچہ یعقوب رسول کہتا ہے "نہ تو خدا بدی سے آزمایا جا سکتا ہے اور نہ وہ کسی کو آزماتا ہے۔" (۱/۱۳) اب یسوع مسیح کے متعلق انجیل سے ظاہر ہے کہ ایک دو دن نہیں بلکہ متواتر چالیس ۴۰ دن تک شیطان آپ کو آزماتا رہا۔ اور جہاں لیجاتا رہا آپ جاتے رہے۔ لکھا ہے:۔ "اور چالیس ۴۰ دن تک روح کی ہدایت سے بیابان میں پھرتا رہا اور ابلیس اسے آزماتا رہا۔۔۔۔ جب ابلیس تمام آزمائشیں کر چکا تو کچھ عرصے کے لئے اس سے جدا

ہُوا۔" (لوقا ۴/۱-۱۳)

(۹) بائیبل کہتی ہے" خداوند کا شکر کرو کہ وہ نیک ہے کہ اس کی رحمت ابدی ہے۔" (۱۔ تواریخ ۱۶/۳۴) لیکن انجیل سے ظاہر ہے کہ یسوع مسیح نے اپنے متعلق صفت "نیک" کو قبول نہیں کیا۔ لکھا ہے :۔
" یسوع نے اس سے کہا تُو مجھے کیوں نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔" (مرقس ۱۰/۱۸) لہذا ثابت ہوا کہ مسیح خدا نہ تھے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ سوتا نہیں۔ زبور میں آتا ہے :" وہ جو تیرا حافظ ہے نہ اونگھے گا۔ دیکھ وہ جو اسرائیل کا محافظ ہے ہرگز نہ اونگھیگا۔ اور نہ سوئے گا۔" (۱۲۱/۳-۴) حضرت یسوع مسیح ایسے نہ تھے۔ بلکہ آپ گہری نیند سویا کرتے تھے اور خراٹے لیتے تھے حتیٰ کہ دوسرے لوگ آپ کو جگایا کرتے تھے۔ انجیل مرقس میں آتا ہے :" تب بڑی آندھی چلی اور لہریں کشتی پر یہاں تک لگیں کہ کشتی پانی سے بھری جاتی تھی۔ اور وہ خود پیچھے کی طرف گدی پر سوتا تھا۔ پس انہوں نے اسے جگا کر کہا اے استاد کیا تجھے فکر نہیں کہ ہم ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔" (۴/۳۷-۳۸)

(۱۱) اللہ تعالیٰ قتل نہیں ہو سکتا۔ جو قتل ہو جائے وہ خدا نہیں

ہو سکتا۔ لکھا ہے :۔" کیا تو اس کے آگے جو تجھے قتل کرے گا پھر کہے گا کہ مَیں اِلٰہ ہوں؟ لہذا تُو اپنے قتل کرنے والے کے ہاتھ میں اِلٰہ نہیں بلکہ انسان ٹھہرا۔" (حزقیل ۲۸/۹) یسوع مسیح کے متعلق بائیبل میں درج ہے :" ہمارے باپ دادوں کے خدا نے یسوع کو جلایا جسے تم نے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا تھا۔" (اعمال ۵/۳۰) اب کس دلیل کی بناء پر عیسائی صاحبان دعویٰ کرتے ہیں کہ مسیح خدا تھا حالانکہ وہ اسے مقتول مانتے ہیں۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ سے بڑا کوئی نہیں۔ وہ سب سے اُوپر ہے۔ لیکن بائیبل یسوع کے متعلق کہتی ہے کہ اس نے کہا :" باپ مجھ سے بڑا ہے۔" (یوحنا ۱۴/۲۸) " اور جس نے مجھے بھیجا وہ میرے ساتھ ہے۔ اس نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ کیونکہ میں ہمیشہ وہی کام کرتا ہوں جو اُسے پسند آتے ہیں۔" (یوحنا ۸/۲۹) پولوس کہتا ہے :" مَیں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہر مرد کا سر مسیح اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے۔" (۱۔ کرنتھیوں ۱۱/۳)

(۱۳) اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ لکھا ہے :" اپنا بھروسہ نہ رکھیں بلکہ خدا کا۔ جو مُردوں کو جِلاتا ہے۔" (۲۔ کرنتھیوں ۱/۹) اب یسوع مسیح بجائے مُردوں کو زندہ کرنے کے

خود مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اُسے زندہ کیا: "خدا نے یسوع کو جِلا کر ہماری اولاد کے لئے اسی وعدے کو پورا کیا۔" (اعمال ۱۳/۳۳) پس مسیح خدا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ایک نیک بندہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور اُسے بنی اسرائیل کے لئے نمونہ بنا کر بھیجا۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ بے مثل و مانند ہے۔ اس کی ذات وصفات اور افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ لیکن یسوع مسیح تو انسانوں میں سے ایک انسان تھا۔ رحمِ مادر میں ایک عرصہ رہنے کے بعد پیدا ہوا۔ اور پھر وہ لڑکا بڑھتا اور قوت پاتا گیا اور حکمت سے معمور ہوتا گیا اور خدا کا فضل اس پر تھا۔" (لوقا ۲/۴۰) اس نے خود اپنے متعلق کہا: "ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور وہ کہتے ہیں دیکھو کھاؤ اور شرابی آدمی محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار۔" (متی ۱۱/۱۹) "لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں۔" (لوقا ۹/۵۸) اور وہ محتاج تھا حتیٰ کہ ایک مرتبہ اسے گدھی اور اس کے بچے کی بھی احتیاج پیدا ہوئی (متی ۲۱/۲) "میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے" (مرقس ۱۴/۳۴)

"دل میں نہایت رنجیدہ ہوا اور گھبرا کر کہا تم نے اسے کہاں رکھا ہے۔ انہوں نے کہا اے خداوند چل کر دیکھ لے۔ یسوع کے آنسو بہنے لگے۔" (یوحنا ۱۱/۳۴-۳۵) پھر اسے بھوک بھی لگا کرتی تھی یعنی وہ تمام حوائجِ بشریہ کا محتاج تھا اور بالآخر بقول نصاریٰ اس کے دشمنوں نے اسے قتل کر دیا۔ اب کیا ایسا شخص خدا ہو سکتا ہے اور کیا یہ معقول بات ہے کہ اسے ربّ قرار دے کر اس سے مدد طلب کی جائے؟ ہرگز نہیں! یہ معبود اور اس کے عابد کمزور ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو پورے طور پر شناخت ہی نہیں کیا۔ خدا تو وہ ہے جو زبردست قوتوں کا مالک اور غالب ہو ؂

تیسرا۳ مُناظرہ

کیا یسُوع مسیح صلیب پر مر گیا؟

یہ مضمون ہمارے اور عیسائیوں کے درمیان نہایت اہم اختلافی

مسائل میں سے ہے اور جب بھی کسی پادری سے مذہبی گفتگو ہو تو وہ سب سے
پہلے اس طرح سے ہی گفتگو شروع کیا کرتا ہے کہ دیکھئے صاحب! عیسائی
اور یہودی باہمی سخت عداوت کے باوجود اس بات پر متفق ہیں کہ یسوع
صلیب پر مر گیا اور رومی حکومت کے ریکارڈ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے
لیکن مسیح سے چھ سو سال بعد عرب کے صحرا میں ایک شخص ظاہر ہوتا ہے اور
تمام دنیا کے خلاف یہ اعلان کر دیتا ہے وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ
وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کہ مسیح مصلوب و مقتول نہیں ہوا۔ کیا ایسے شخص
کا قول معتبر ہو سکتا ہے؟

اے مومنو! کہدو کہ بخدا اس شخص کی بات حق ہے مگر افسوس کہ تمہیں
اے معترضین سمجھ نہیں۔ یقیناً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جزیرۂ عرب
میں اُمّی ہونے کے باوجود تمام قوموں کے مسلمہ کے خلاف زبردست
اور مدلل دعویٰ ثابت کر دینا آپ کا بہت بڑا معجزہ ہے اور آپ کے
صدقِ دعویٰ کی دلیل ہے۔

مسیح کی صلیبی موت کا اہم ترین مضمون ہمارے ۱۷ مارچ ۱۹۳۲ء
کے مباحثۂ قاہرہ کا موضوع تھا اور ڈاکٹر فیلیبس نے اس کیلئے خاص
تیاری کی تھی۔ اور دو اور پادریوں کامل منصور اور ڈاکٹر ایلڈر کو بھی ساتھ
لایا تھا اور یہ تینوں باری باری مناظرہ میں پیش ہوئے مگر ہر ایک ناکام نامراد

رہا۔ اس مناظرہ کے وقت علمی طبقات کے ستر افراد سے زائد معززین موجود
تھے۔ کیا ہی عجیب نظارہ تھا جبکہ پادری کامل منصور شکستہ دل ہو کر کھڑا
ہوتا تھا اور اس کی زبان رُکتی تھی اور بغیر سوچے سمجھے کچھ بول دیتا تھا اور
وقت ختم ہونے سے پہلے ہی بیٹھ جاتا تھا۔ دوسری مرتبہ ڈاکٹر ایلڈر کو بحث
کا جوش آیا مگر بہت جلد مبہوت ہو کر خاموش ہو گیا۔ پھر ڈاکٹر فیلیبس
کھڑا ہوا مگر وہ بھی اپنے ساتھیوں کی طرح بالکل ناکام رہا اور بجز پولوس
کے بعض اقوال کے کچھ پیش نہ کر سکا اور اس سارے عرصہ میں اسلامی
مناظر اکیلا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور توحید
نے تثلیث کو کھلی شکست دی۔ پس مردِ حق کے سامنے کسرِ صلیب اور ابطالِ تثلیث
کا نظارہ بہت عجیب تھا۔ خوش قسمت ہیں وہ جو حاضر تھے اور انہوں نے
سُنا اور یاد رکھا۔ واپسی کے وقت پادری کامل منصور نے دروازہ پر مجھے
کہا کہ کاش آپ مسیحی ہوتے کیونکہ آپ نے عیسائیت کا ہم سے بھی زیادہ مطالعہ
کیا ہے۔ میں نے کہا نہیں پادری صاحب یوں نہیں بلکہ میں نے اسلئے مطالعہ
کیا ہے تا آپ جیسے لوگوں کو دوبارہ اسلام کی مقدس چار دیواری میں
داخل کر سکوں۔ آپ کا فرض ہے کہ میری گواہی کو قبول کریں اور خدا کے
سچے دین اسلام کی طرف واپس آجائیں۔ غرض یہ مناظرہ اسلام کا کھلا کھلا
غلبہ اور عیسائیت کی کھلی کھلی شکست تھی۔ اس کا پورا پورا نقشہ کھینچنا مشکل

ہے ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ - اب میں اس مناظرہ کے مضمون کا خلاصہ
درج ذیل کرتا ہوں - میں نے کہا کہ :-

ڈاکٹر نیلیبس صاحب کی شرط کے مطابق میرے لئے ضروری ہے
کہ آج کے موضوع پر بھی صرف بائیبل کی رُو سے بحث کروں اگرچہ میں
عقیدتاً بائیبل کو محرّف سمجھتا ہوں جیسا کہ ڈاکٹر صاحب کو بھی معلوم ہے -
عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یسوع صلیب پر مر کر ان کے گناہوں کا کفارہ
ہو گئے اور میرا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے ساتھ اپنی قدیم
سنّت کے مطابق مسیح کو صلیبی موت سے بچایا - لوگوں نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو آگ سے جلانا چاہا اور آگ میں ڈال دیا مگر خداوند تعالیٰ نے
آگ کو ان پر ٹھنڈا کر دیا - ڈاکٹر زویمر اپنی کتاب "السرّ العجیب" میں
لکھتے ہیں کہ "یرمیاہ کو رسیوں سے باندھ کر گہرے کنوئیں میں گرا دیا گیا لیکن
اللہ تعالیٰ نے اس کو بچا لیا - اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دانیال کے تینوں ساتھیوں
کو بچایا جبکہ وہ جکڑ کر دہکتے ہوئے تنور میں ڈال دیئے گئے تھے۔" (ص ۹۶)
بعینہٖ اسی طرح یہود نے مسیح کو صلیب پر قتل کرنا چاہا تا کہ انہیں ملعون ثابت
کر سکیں لیکن خدا تعالیٰ نے ان کو لعنتی موت سے نجات بخشی بلکہ اپنا مقرب
بنایا - غرض یسوع کا صلیب پر مر جانا کسی یقینی دلیل سے ثابت نہیں ہے -
اور میں واقعہ صلیب کی حقیقت از روئے انجیل بیان کرنے سے پہلے ان

دلائل کا ذکر کرتا ہوں جن سے ثابت ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرے - اور
وہ دلائل یہ ہیں :-

پہلی دلیل

جھوٹے دعویدارِ نبوت کے متعلق تورات کہتی ہے "اور
وہ نبی یا وہ خواب دیکھنے والا قتل کیا جائیگا" (استثناء ۱۳/۵)
پھر تورات میں لکھا ہے "اور اگر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا
قتل واجب ہو اور وہ مارا جائے - اور تو اُسے درخت میں لٹکائے تو
اس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکی نہ رہے بلکہ تو اسی دن اسے گاڑ دے کیونکہ
وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے" (استثناء ۲۱/۲۲-۲۳)
اب ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت کے دعویدار تھے اور یہود کے
نزدیک وہ کاذب تھے (نعوذ باللہ) اب اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہود نے
ان کو مصلوب کر دیا اور وہ صلیب پر مر گئے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ
مسیح کو معاذ اللہ ملعون ماننا پڑے گا - چنانچہ عیسائیوں نے جب مسیح کی
صلیبی موت کا عقیدہ اختیار کیا تو ساتھ ہی ان کو ملعون بھی مانا چنانچہ لکھا
ہے "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی
لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے"
(گلتیوں ۳/۱۳) عیسائیوں کا یہ اعتقاد غلط ترین عقیدہ ہے کیونکہ اس سے
لازم آتا ہے کہ حضرت مسیح (معاذ اللہ) اپنے دعویٰ نبوت میں صادق نہیں

بلکہ کاذب و مفتری تھے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ ان کی صلیبی موت مسیحؑ کے صادق ہونے کو باطل کرتی ہے اور یہی یہود کا منشاء تھا لیکن مسیحؑ چونکہ صادق تھا اسلئے ان کی صلیبی موت کا عقیدہ سراسر باطل ہے۔

دوسری دلیل

عیسائیوں کے نزدیک مسیحؑ کی صلیبی موت اس لئے ضروری ہے تا اس عجیب و غریب طریقہ سے انکے گناہوں کی معافی ہو لیکن میں کہتا ہوں کہ ازروئے انجیل اس مقصد کے حصول کے لئے صلیبی موت کی ضرورت نہیں۔ مسیحؑ کہتے ہیں:" ابن آدم کو زمین پر گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار ہے۔" (متی ٩/٦) مسیحؑ کا یہ قول اس وقت کا ہے جبکہ وہ زندہ تھے۔ تو اب ظاہر ہے کہ گناہوں کی معافی کے لئے صلیبی موت لازمی نہیں۔

تیسری دلیل

عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع ان کی طرف سے ذبح کیا گیا۔ اور ان کا کفارہ ہوا اور اگر وہ صلیب پر نہ مرا ہو تو پولوس کی خوشخبری اور عیسائیوں کا ایمان باطل ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں ہاں یقیناً مسیحؑ صلیب پر نہیں مرا اور تمہاری تبلیغ غلط ہے۔ کیونکہ مسیحؑ کا مصلوب ہونا الٰہی مشیت اور حضرت مسیحؑ کی ڈیوٹی کے خلاف ہے اور وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "میں نے رحم چاہا نہ کہ قربانی" (ہوسیع ٦/٦) پھر حضرت مسیحؑ کہتے ہیں:" تم جا کر اس کے معنے دریافت کرو

کہ میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو بلانے آیا ہوں۔" (متی ٩/١٣) پس اللہ تعالیٰ رحم چاہتا ہے نہ کہ قربانی۔ اور اس رحمت کے حصول کا واحد ذریعہ توبہ ہے جس کی طرف مسیحؑ بلانے آیا تھا۔ اور زندگی بھر بلاتا رہا۔ پس مسیحؑ کی صلیبی موت، کفارہ کی موت اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حضرت مسیحؑ کے منصب کے خلاف ہے۔

چوتھی دلیل

انجیل متی میں آتا ہے:" اس نے جواب دیکر ان سے کہا کہ اس زمانہ کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔" (متی ١٢/٣٩-٤٠) اور اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ یونسؑ نبی مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا تھا یا مُردہ؟ تو یونسؑ کی کتاب کے مندرجہ ذیل الفاظ مطالعہ فرمائیں لکھا ہے" اور یوناہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ تب یوناہ نے مچھلی کے پیٹ میں خداوند اپنے خدا سے دعا مانگی۔" (یوناہ ١/١٧ و ٢/١) حضرت مسیحؑ نے اس نسل کے لئے یونسؑ نبی کے معجزہ پر حصر کیا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں بے ہوشی کی حالت میں داخل ہوتے

آپ زندہ تھے، زندہ ہی وہاں رہے اور زندہ ہی نکالے گئے۔ اب
ضروری ہے کہ حضرت مسیح بھی قبر میں زندہ ہونے کی حالت میں داخل
ہوں اور زندہ ہی وہاں رہیں اور زندہ ہی نکلیں۔ ورنہ حضرت مسیح کا
متحدیانہ وعدہ اور اکیلا معجزہ باطل ہوتا ہے۔

عیسائیوں کے سامنے دو طریق ہیں یا تو وہ یسوع مسیح کی صلیبی
موت کا انکار کرکے ان کے صلیب سے زندہ بچ جانے کا اعتقاد رکھیں۔
جیسا کہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اندریں صورت حضرت مسیح کی پیشگوئی پوری
ہو جائے گی اور ان کا معجزہ صادق آجائے گا۔ اور یا پھر ان کی
صلیبی موت کا عقیدہ رکھ کر ان کے معجزہ کو باطل قرار دیں لیکن یاد رہے
کہ اس صورت میں حضرت مسیح کی نبوت کی بھی خیر نہیں کیونکہ انہوں نے
یونسؑ کی مانند معجزہ پر حصر کر دیا ہے۔ بنا بریں یہ کہنا بالکل درست ہے
کہ حضرت مسیح صلیب پر ہرگز نہیں مرے۔

پانچویں دلیل حضرت مسیح کو جب حادثہ صلیب اور یہود کے
منصوبوں کا علم ہوا تو وہ حسب قول لوقا فی الفور
"ان سے بمشکل الگ ہو کر کوئی پتھر کے ٹپے آگے بڑھا اور گھٹنے ٹیک کر
یوں دعا مانگنے لگا کہ اے باپ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے
تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو اور آسمان سے ایک

فرشتہ اس کو دکھائی دیا وہ اُسے تقویت دیتا تھا۔" (۲۲/۴۱-۴۳) بلاشبہ
حضرت مسیح نے اللہ تعالیٰ سے اس ہولناک اور ذلت کی موت سے بچنے
کے لئے ہی اس آہ و زاری سے دُعا کی تھی۔ اور وہ پیالہ موت کا ہی پیالہ
تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا مسیح کی یہ دُعا سُنی گئی یا نہیں؟ اگر سُنی گئی تو
ان کے صلیب پر مرنے کا خیال باطل ہے۔ اور اگر نہیں سُنی گئی تو اس
سے حضرت مسیح کی صداقت میں شبہ پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ امثال کی
کتاب میں لکھا ہے: "خداوند شریروں سے دُور ہے پر وہ صادقوں
کی دُعا سُنتا ہے۔" (۱۵/۲۹) اسلئے سچائی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان
کی آہ و فغاں کو سُنا۔ جیسا کہ اس کی ہمیشہ سے سُنت ہے اور مسیح
کو صلیب کی لعنتی موت سے نجات بخشی۔

چھٹی دلیل عبرانیوں کے نام کے خط میں آتا ہے: "اس نے
اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو
بہا بہا کر اسی سے دُعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا
تھا اور خدا ترسی کے سبب اس کی سُنی گئی" (۵/۷) یہ پیشگوئی ہے اور ایک
واقعہ کا بیان ہے۔ اور یہ پیشگوئی امثال کی کتاب کی آیتِ ذیل کی
مصدقہ ہے: "خداوند کا خوف عمر کو دراز کرتا ہے پر شریروں کی
زندگی گھٹائی جاتی ہے۔" (۱۰/۲۷) یہ پیشگوئی کبھی پوری نہیں ہو سکتی جبتک

بر نہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر سے زندہ اُتار لئے گئے تھے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی بشارت کے ماتحت ہی حضرت مسیحؑ آخری وقت تک مطمئن تھے کہ وہ صلیب پر نہیں مر سکتے۔ چنانچہ جب ان کو صلیب پر تکلیف زیادہ محسوس ہوئی تو آپ نے کہا "اے میرے خدا اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے" گویا اللہ تعالیٰ کا وعدہ یاد دلاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ چونکہ اپنے وعدوں کا پورا ہے اس لئے اس نے مسیحؑ کو صلیبی موت سے بچا لیا۔ چنانچہ لوگوں نے ان کی بے ہوشی اور حالتِ غشی کو دیکھ کر مُردہ خیال کیا اور اُتار لیا۔

ساتویں دلیل

اناجیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیحؑ کو موت کے پنجوں سے بچانے کے لئے بعض غیر معمولی سامان بھی پیدا فرما دیئے تھے۔ منجملہ ان کے بعض عجیب حادثات کا ظاہر ہونا ہے جیسا کہ اناجیل میں بیان ہوا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ پیلاطوس کی بیوی کو اللہ تعالےٰ نے رؤیا دکھائی اور اس نے اپنے خاوند کو کہلا بھیجا کہ "تُو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ۔ کیونکہ میں نے آج خواب میں اس کے سبب سے بہت دُکھ اُٹھایا ہے۔" (متی ۲۷/۱۹) پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا تھا کہ مسیحؑ کو موت سے نجات بخشے اور کون ہے جو خدا کے ارادوں کو روک سکے۔

آٹھویں دلیل

مسیحؑ، جیسا کہ انجیل متی میں ہے، بنی اسرائیل کا گلہ بان تھا۔ "جو میری اُمت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا۔" (۲/۶) خود مسیحؑ کہتا ہے "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" (متی ۱۵/۲۴) اور جب حضرت مسیحؑ آئے ہیں تو یہودی قبائل منتشر تھے اور فی الواقع اسرائیل کے گھرانے کی بھیڑیں کھوئی ہوئی تھیں۔ یسوع کہتا ہے۔ "اور میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانے کی نہیں مجھے ان کا بھی لانا ضرور ہے"۔ واقعہ یہ ہے کہ یہودی لوگ "ہندوستان سے لے کر کوش تک" منتشر تھے (آستر ۹/۳۰ و ۳/۸) اب اگر یہ مانا جائے کہ حضرت مسیحؑ ۳۳ سال کی عمر میں صلیب پر مر گئے اور قصہ ختم ہو گیا تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ ان کی رسالت (معاذ اللہ) باطل ثابت ہوئی۔ پس صحیح یہی ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ بچ کر ان متفرق قبائل کو پیغامِ حق دیکر دنیا سے رخصت ہوئے۔

نویں دلیل

حضرت مسیحؑ یہود کو ملامت کرتے ہوئے کہتے ہیں "تاکہ سب راستبازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا تم پر آئے۔ راستباز ہابیل کے خون سے لیکر برکیاہ کے بیٹے زکریاہ کے خون تک جسے تم نے مقدس اور قربانگاہ کے درمیان قتل کیا۔" (متی ۲۳/۳۵) اگر حضرت

مسیح بھی ان کے ہاتھوں قتل ہونے ہوتے اور ان کا خون بھی گرایا جانا ہوتا تو وہ اپنا بھی ذکر کرتے بلکہ اسے فصل الختام بناتے۔ چونکہ یہ موقعہ ذکر کرنے کا تھا اس موقعہ پر حضرت مسیح کا ذکر نہ کرنا بتاتا ہے۔ کہ دراصل مسیح یہود کے ہاتھوں صلیب پر مرنے والے نہ تھے ورنہ انکے خون کا ذکر بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیئے تھا۔

دسویں دلیل اناجیل میں حضرت مسیح کے صریح اقوال میں زیادہ تر "دُکھ اٹھانے" کا ہی ذکر آتا ہے۔ حادثہ سے پہلے فرماتے ہیں (۱) "اسی طرح ابن آدم بھی ان کے ہاتھ سے دُکھ اٹھائیگا" (متی ۱۷/۱۲)۔ (۲) "جیسے بجلی آسمان کی ایک طرف سے کوند کر دوسری طرف چمکتی ہے ویسے ہی ابن آدم اپنے دن میں ظاہر ہوگا لیکن پہلے ضرور ہے کہ وہ بہت دُکھ اُٹھائے اور اس زمانہ کے لوگ اسے رد کریں" (لوقا ۱۷/۲۴-۲۵)۔ (۳) "اس نے ان سے کہا مجھے بڑی آرزو تھی کہ دُکھ سہنے سے پہلے یہ فسح تمہارے ساتھ کھاؤں" (لوقا ۲۲/۱۵) اور پھر حادثۂ صلیب کے بعد فرماتے ہیں: "اے نادانو! اور نبیوں کی ساری باتوں کے ماننے میں سُست اعتقادو!! کیا مسیح کے لئے دُکھ اٹھا کر اپنے جلال میں داخل ہونا ضرور نہ تھا" (لوقا ۲۴/۲۵-۲۶)

ان تمام تصریحات سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ مسیح کو فقط

دُکھ اُٹھانا لازمی تھا اور اس کے بعد ان کو نجات حاصل ہو جائیگی۔ اور موت کی نوبت نہ آئے گی۔ کیونکہ موت و قتل کا ذکر مسیح کے اقوال میں اس صراحت سے نہیں آتا۔ باقی جن بعض روایات میں لفظ موت یا قتل آیا ہے ان میں کچھ مبالغہ ہے اور ان دونوں قسم کے بیانات میں تطبیق یوں ہے کہ بائیبل میں سخت دُکھ اُٹھانے پر بھی موت کا لفظ بول دیا جاتا ہے۔ پولوس کہتا ہے "اے بھائیو! مجھے اس فخر کی قسم جو ہمارے خداوند یسوع مسیح میں تم پر ہے میں ہر روز مرتا ہوں۔"
(کرنتھیوں ۱۵/۳۱)

قصۂ صلیب کی حقیقت!

مذکورہ بالا دس دلائل واضح طور پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ قصۂ صلیب کی حقیقت صرف اسقدر ہے کہ یہود نے مسیح کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور انہیں رومی حکومت کی کچہری میں لایا گیا۔ اور چونکہ حاکم علاقہ 'پیلاطوس' کی نظر میں آپ کا کوئی گناہ نہ تھا اس نے آپ کو چھوڑنے کا ارادہ کیا لیکن یہود نے

اپنے نفوذ اور سرکاری محکموں پر تسلط کی وجہ سے چلا کر کہا "اگر تو اس کو
چھوڑے دیتا ہے تو قیصر کا خیر خواہ نہیں۔" (یوحنا ۱۹/۱۲) پیلاطوس ڈر
گیا اور اس نے بزدلی دکھائی اور آخرکار یہ کہتے ہوئے کہ "میں اس
راستباز کے خون سے بری ہوں تم جانو۔" (متی ۲۷/۲۴) مسیحؑ کو یہود
کے منشاء کے مطابق صلیب دینے کے لئے ان کے سپرد کر دیا لیکن
قلبی طور پر چونکہ وہ مسیحؑ کو بچانا چاہتا تھا اسلئے در پردہ ایک طریق
اختیار کیا۔ اور وہ یہ کہ اوّل تو مسیحؑ کی صلیب کے لئے جمعہ کا دن مقرر
کیا جو یہود کے ایک خاص سبت سے ملحق تھا اور اس سبت کے لئے
یہود کو بہت تیاری کرنی ہوتی ہے۔ اور پھر اس دن بھی اس قدر
تاخیر کی کہ مسیحؑ پرانے حساب کی رو سے ۶ بجے یعنی دوپہر سے کچھ بعد
صلیب پر لٹکائے گئے اور صرف تین گھنٹے اس پر رہے۔ (انجیل یوحنا)
اور پرانی لکڑی کی صلیب پر مرنے کے لئے یہ مدت ہرگز ہرگز کافی
نہیں ہو سکتی۔ یورپ کے ایک مشہور ترین ڈاکٹر ڈرمونڈ روبن سن نے
لکھا ہے کہ "مصلوب اُن دنوں عادتاً ۲۴ اور ۲۸ گھنٹوں کے درمیان
جان دیا کرتا تھا۔" (رسالہ ڈان "Dawn" ۱۶ مئی ۱۹۲۶ء
اور شرح انجیل یوحنا مطبوعہ قاہرہ ص ۸۷) چونکہ یہودی شریعت
کی رو سے کوئی مجرم غروبِ آفتاب کے وقت صلیب پر لٹکا نہیں رہ سکتا

اس لئے مسیحؑ کو تین گھنٹے کے بعد اُتار لینے کے لئے خود یہود نے درخواست
کی۔ چنانچہ انہیں اُتار لیا گیا۔ اور جس طرح دو چوروں کی پنڈلیاں توڑ کر
ان کو موت تک پہنچایا گیا۔ پیلاطوس کے آدمیوں نے مسیحؑ کی پنڈلیاں
نہ توڑیں بلکہ کہدیا کہ وہ تو مر ہی گیا ہے۔ بعد ازاں پیلاطوس نے حسب
سمجھوتہ یوسف آرمیتیاہ کو بُلا کر جو مسیحؑ کا خفیہ شاگرد تھا مسیحؑ کو اس کے
سپرد کر دیا اور اس نے نیقودیموس کی مدد سے تیار شدہ ادویات اور
خوشبوؤں سے مسیحؑ کے جسم کو خوب مَلا۔ یہاں تک کہ ان کو ہوش آ گیا۔ پھر
ان کے زخموں کے لئے مرہم عیسیٰؑ تیار کی گئی جس کا ذکر کتب طب میں آج
تک موجود ہے۔ غرض اس طرح سے پیلاطوس کی تدبیر کامیاب ہو گئی۔
"لاٹھی بھی نہ ٹوٹی اور سانپ بھی مر گیا۔" مسیحؑ صلیبی موت سے بھی بچ گئے
اور یہود پیلاطوس کے خلاف قیصر کے دربار میں کوئی شکایت بھی نہ کر سکے
بلکہ انہوں نے مسیحؑ کو مُردہ خیال کر کے کہنا شروع کر دیا کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم
کو قتل کر کے ان کا دعویٰ رسالت باطل کر دیا ہے۔

مسیحؑ کے شاگرد تو پہلے ہی بھاگ گئے تھے اس لئے وہ یہود کے
سامنے ثابت قدم نہ رہ سکے بلکہ ان کی ناحق کی آواز کے سامنے جھک
گئے اور کہدیا کہ ہاں مسیحؑ قتل ہو گیا اور صلیب پر مر گیا لیکن وہ مُردوں
میں سے جی اُٹھا اور اب وہ زندہ ہے۔ پھر چونکہ وہ اپنی کمزوری کے

باعث مسیح کی زندگی کو ثابت نہ کر سکتے تھے لہذا کہدیا کہ آسمان پر چلا گیا۔
اور انہوں نے مسیح معصوم کے حق میں الٰہی لعنت کو قبول کر لیا اور یہ سب
محض ابتدائی نصاریٰ کی کمزوریٔ ایمان اور مشہور و معروف سادگی کی وجہ
سے تھا۔ ممکن ہے کہ آسمان پر جانے کا خیال کسی ہوشیار نے یہود کی توجہ
کو ہٹانے کے لئے ظاہر کیا ہو جسے بعد کے لوگوں نے ایک عقیدہ بنا لیا۔
غرض یہود و نصاریٰ کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ سیدنا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم، رُوحِ حق، دنیا میں تشریف لائے اور آپ نے وحی الٰہی کی رُو سے
جہالت کے بادلوں کو دُور کیا اور حضرت مسیح کے دامن کو یہود و نصاریٰ
کی لعنت سے پاک کرتے ہوئے کھلم کھلا اعلان کر دیا وَاِنّ الّذین
اختلفوا فیہ لفی شکٍّ منہ ما لھم بہٖ من علمٍ الّا
اتباع الظنّ وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ
وکان اللہ عزیزاً حکیماً۔ کوئی عیسائی اس حقیقتِ ثابتہ کو تعجب
کی نظر سے نہ دیکھے۔ کیونکہ یہ معقول اور حقیقتِ واقعیہ ہے اور اسی
اعتقاد سے مسیح کی عزت محفوظ اور الٰہی پیشگوئیوں کی تصدیق ہوتی
ہے۔ اور دنیا میں بارہا اس قسم کی بے ہوشی کے واقعات ہوئے اور
ہوتے رہتے ہیں جس کو موت سمجھ لیا گیا۔ لیجئے بائیبل سے ایک مثال
پیش کئے دیتا ہوں۔ لکھا ہے:۔ "بعض یہودی انطاکیہ اور اکونیم سے

آئے اور لوگوں کو اپنی طرف کر کے پولوس کو سنگسار کیا اور اس کو مُردہ
سمجھ کر شہر کے باہر گھسیٹ لے گئے۔ مگر جب شاگرد اس کے گرداگرد
آ کھڑے ہوئے تو وہ اُٹھ کر شہر میں آیا اور دوسرے دن برنباس کے ساتھ
دربے کو چلا گیا۔" (اعمال ۱۴/ ۱۹-۲۰)

قصۂ صلیب کے متعلق انجیلی روایت کی تنقیح

میرے ذمہ یہ باقی رہ گیا ہے کہ اناجیل کی پیش کردہ روایت کی
تنقیح کروں۔ سو یاد رہے کہ چاروں انجیل نویسوں میں سے کوئی بھی
واقعۂ صلیب کا چشم دید گواہ نہیں۔ کیونکہ مسیح کے شاگرد اس تنگی کے
وقت مسیح کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے (متی ۲۶/ ۵۶) اور
یہ انجیل نویس تو غالباً مسیح کے شاگرد بھی نہ تھے لہذا ان کا بیان محض
سُنا سُنایا بیان ہے۔ اور ان کی گواہی لوگوں کی روایت پر مبنی ہے۔
علاوہ ازیں اس ایک واقعہ کے بیان کرنے میں بیس سے زیادہ اختلافات
موجود ہیں جو اپنی ذات میں شہادت کو باطل کرنے کے لئے کافی ہیں۔
میں حاضرین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو جج فرض

کریں جن کے سامنے اولوالعزم نبیوں میں سے ایک کے قتل کا قضیہ پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ قضیہ نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس قتل کے ثابت ہو جانے کی صورت میں یہی یہود و نصاریٰ کے نزدیک لعنتی ثابت ہو جائے گا۔ قتل مسیح کے مدعی عیسائیوں کے ہاتھ میں اس واقعہ کے کوئی عینی گواہ نہیں صرف ان چار انجیل نویسوں کے اقوال و قیاسات ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ ان اقوال کا بطلان ثابت کروں۔ کیونکہ ان گواہوں کے بیانات ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ اور دنیا بھر کے محاکم میں مسلّم قانون ہے کہ جب گواہیاں ایک دوسرے کے خلاف ہوں تو وہ ساقط ہو جایا کرتی ہیں۔ اب میں ذیل میں وہ اختلافات ذکر کرتا ہوں:۔

پہلا اختلاف | مقام صلب تک کس نے صلیب اٹھائی؟ یسوع نے یا شمعون نے؟

مرقس کہتا ہے:۔ "اور شمعون نامی ایک کرینی آدمی سکندر اور روفس کا باپ دیہات سے آتے ہوئے ادھر سے گزرا انہوں نے اسے بیگار میں پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھائے اور وہ اسے مقام گلگتا پر لائے جس کا ترجمہ کھوپڑی کی جگہ ہے۔" (۱۵/۲۱-۲۲)

لوقا کہتا ہے:۔ "اور جب اس کو لئے جاتے تھے تو انہوں نے

شمعون نام ایک کرینی کو جو دیہات سے آتا تھا پکڑ کے صلیب اس پر رکھ دی کہ یسوع کے پیچھے پیچھے لے چلے۔" (۲۳/۲۶)

متی کہتا ہے:۔ "جب باہر آئے تو انہیں شمعون نام ایک کرینی آدمی ملا اسے بیگار میں پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھائے۔" (۲۷/۳۲)

یوحنا کا بیان ان تینوں کے سراسر خلاف ہے کہتا ہے "پس وہ یسوع کو لے گئے اور وہ اپنی صلیب آپ اٹھائے اس جگہ تک باہر گیا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے جس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے۔" (یوحنا ۱۹/۱۶)

دوسرا اختلاف | کیا مسیح نے صلیب پر لٹکنے سے پہلے سرکہ یا شراب چکھی یا نہیں؟

انجیل متی میں لکھا ہے:۔ "اور اس جگہ جو گلگتا یعنی کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے پہنچ کر پت ملی ہوئی مے اسے پینے کو دی مگر اس نے چکھ کر پینا نہ چاہا" (۲۷/۳۳-۳۴)

مرقس کہتا ہے:۔ "اور مرملی ہوئی مے اسے دینے لگے مگر اس نے نہ لی۔" (۱۵/۲۳)

پہلے بیان سے ظاہر ہے کہ مسیح نے اس "پت ملی ہوئی مے" کو چکھا تھا مگر پھر نہ پیا۔ لیکن دوسرے بیان میں ہے کہ اس نے "مرملی ہوئی مے" بالکل نہ لی۔ علاوہ ازیں باقی دونوں گواہ (لوقا و یوحنا) اس واقعہ کا بالکل ذکر نہیں کرتے۔

تیسرا اختلاف | صلیب پر سرکہ کا قصہ!

لوقا اس کے متعلق بالکل خاموش ہے۔ یوحنا کہتا ہے:۔ "اس کے بعد جب

یسوع نے جان لیا کہ اب سب باتیں تمام ہوئیں تاکہ نوشتہ پورا ہو تو کہا کہ میں پیاسا ہوں وہاں ایک سرکہ سے بھرا ہوا برتن رکھا تھا پس انہوں نے سرکہ میں بھگوئے ہوئے اسفنج کو زوفے کی شاخ پر رکھ کر اس کے منہ سے لگایا پس جب یسوع نے وہ سرکہ پیا تو کہا کہ تمام ہوا اور سر جھکا کر جان دیدی" (۱۹ / ۲۸-۳۰)

مرقس کہتا ہے "اور تیسرے پہر کو یسوع بڑی آواز سے چلایا..... اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ جو پاس کھڑے تھے ان میں سے بعض نے یہ سن کر کہا دیکھو وہ ایلیاہ کو بلاتا ہے۔ اور ایک نے دوڑ کر اسفنج کو سرکے میں ڈبویا اور سرکنڈے پر رکھ کر اسے چُسایا۔ اور نے کہا ٹھہر جاؤ دیکھیں تو ایلیا اسے اتارنے آتا ہے یا نہیں" (۱۵ / ۳۴-۳۶)

متی کہتا ہے:۔ "جو وہاں کھڑے تھے ان میں سے بعض نے سن کر کہا یہ ایلیاہ کو پکارتا ہے اور فوراً ان میں سے ایک شخص دوڑا اور اسفنج لیکر سرکے میں ڈبویا اور سرکنڈے پر رکھ کر اسے چُسایا۔ مگر باقیوں نے کہا ٹھہر جاؤ دیکھیں تو ایلیاہ اسے بچانے آتا ہے یا نہیں" (۲۷ / ۴۷-۴۹)

ان تینوں گواہوں کے بیانات میں اختلاف ہے۔ یوحنا کہتا ہے کہ یسوع نے "میں پیاسا ہوں" کہہ کر خود پینے کے لئے خواہش ظاہر کی۔ مگر باقی دو کہتے ہیں کہ نہ اس نے پانی طلب کیا اور نہ ہی یہ کہا کہ میں پیاسا ہوں۔

پھر یوحنا کہتا ہے کہ جنہوں نے اسفنج کو مسیح کے منہ سے لگایا۔ وہ جماعت

تھی۔ متی اور مرقس کہتے ہیں کہ وہ صرف ایک شخص تھا۔

پھر مرقس اور متی میں اختلاف ہے۔ مرقس کہتا ہے کہ جس ایک شخص نے اسفنج پیش کیا تھا۔ اسی نے کہا ٹھہر جاؤ دیکھیں تو ایلیاہ اسے بچانے آتا ہے؟ متی کہتا ہے کہ یہ مقولہ اس شخص نے نہیں بلکہ باقیوں نے کہا تھا۔

چوتھا اختلاف مسیح صلیب پر کب لٹکایا گیا؟

متی اور لوقا صاف طور پر مسیح کے صلیب پر لٹکائے جانے کا وقت بیان نہیں کرتے۔ لیکن یوحنا کہتا ہے:۔

"یہ فسح کی تیاری کا دن اور چھٹے گھنٹے کے قریب تھا۔ پھر اس نے یہودیوں سے کہا دیکھو یہ ہے تمہارا بادشاہ...... اس پر اس نے اس کو ان کے حوالے کیا تاکہ صلیب دیا جائے۔" (یوحنا ۱۹ / ۱۴-۱۶)

اس روایت سے ظاہر ہے کہ مسیح صلیب پر چھ بجے کے بعد لٹکایا گیا ہے یعنی دوپہر کو۔ لیکن مرقس اس کے بالکل برعکس کہتا ہے۔ "اور پہر دن چڑھا تھا جب انہوں نے اس کو صلیب پر چڑھایا۔" (۱۵ / ۲۵) عربی انجیل میں اس جگہ عبارت یوں ہے:۔ وکانت الساعة الثالثة فصلبوه" یعنی تین بجے کا وقت تھا جب انہوں نے مسیح کو صلیب پر لٹکایا۔" گویا ایک گواہ چھ بجے کا وقت بتاتا ہے دوسرا تین بجے کا۔ کیا اس قسم کی گواہیوں پر اعتبار کیا جا سکتا ہے؟

پانچواں اختلاف کیا دونوں چور مسیح کو طعنہ دیتے تھے یا صرف ایک؟

متی کہتا ہے :۔ "اسی طرح ڈاکو بھی جو اس کے ساتھ صلیب پہ چڑھائے گئے تھے وہ اس پر لعن طعن کرتے تھے۔" (۲۷/۴۴) مرقس کہتا ہے :۔ "اور اس کے ساتھ ..." تیسرا گواہ لوقا ان دونوں کی تکذیب کرتا ہوا کہتا ہے :۔ "پھر جو بدکار صلیب پر لٹکائے گئے تھے ان میں سے ایک اسے یوں طعنہ دینے لگا کہ کیا تو مسیح نہیں؟ تو اپنے آپ کو اور ہم کو بچا مگر دوسرے نے اسے جھڑک کر جواب دیا کیا تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا حالانکہ اسی سزا میں گرفتار ہے۔" (۲۳/۳۹-۴۰)

ان تینوں گواہوں کے بیانات میں صریح اختلاف ہے۔ پہلے دو کہتے ہیں کہ دونوں ساتھی یسوع پر لعن طعن کرتے تھے۔ تیسرا گواہ کہتا ہے کہ نہیں بلکہ ایک طعنہ دیتا تھا اور دوسرا بریت کرتا تھا۔ چوتھا گواہ یوحنا اس بارے میں بالکل خاموش ہے۔

چھٹا اختلاف | صلیب کے وقت عورتیں کہاں تھیں اور کس قدر؟

یوحنا کہتا ہے :۔ "اور یسوع کی صلیب کے پاس اس کی ماں اور اس کی ماں کی بہن مریم کلوپس کی بیوی اور مریم مگدلینی کھڑی تھیں۔" (۱۹/۲۵)

لوقا کہتا ہے :۔ "اور اس کے سب جان پہچان اور وہ عورتیں جو گلیل سے اس کے ساتھ آئی تھیں دور کھڑی یہ باتیں دیکھ رہی تھیں۔" (۲۳/۴۹)

مرقس کہتا ہے :۔ "اور کئی عورتیں دور سے دیکھ رہی تھیں۔ ان میں مریم مگدلینی اور چھوٹے یعقوب اور یوسیس کی ماں مریم اور سلومے تھیں۔" (۱۵/۴۰)

متی کہتا ہے :۔ "وہاں بہت سی عورتیں جو گلیل سے یسوع کے پیچھے پیچھے اس کی خدمت کرتی ہوئی آئی تھیں۔ دور سے دیکھ رہی تھیں۔ ان میں مریم مگدلینی تھی اور یعقوب اور یوسیس کی ماں مریم اور زبدی کے بیٹوں کی ماں۔" (۲۷/۵۵-۵۶)

یوحنا کے بیان سے ظاہر ہے کہ عورتیں "صلیب کے پاس" تھیں اور باقی تینوں کی گواہی ہے کہ وہ "دور سے دیکھ رہی تھیں"۔ عجیب یہ ہے کہ یسوع کی والدہ مریم کا ذکر صرف یوحنا کرتا ہے اور باقی بالکل ساکت ہیں۔ پھر مریم مگدلینی یوحنا کے قول کے مطابق یسوع کی صلیب کے پاس تھی اور باقیوں کے نزدیک دور سے دیکھ رہی تھی اور ان دونوں بیانوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پھر بیانات عورتوں کی تعداد کے متعلق بھی مختلف ہیں۔ تین تھیں، چار تھیں یا "بہت سی عورتیں" تھیں؟

ساتواں اختلاف | کیا اس وقت ساری دنیا پر اندھیرا چھا گیا تھا؟

متی کا بیان ہے :۔ "اور دوپہر سے لیکر تیسرے پہر تک تمام ملک میں یا ساری[لہ] زمین پر اندھیرا چھایا رہا۔" (۲۷/۴۵)

مرقس کہتا ہے :۔ "جب دوپہر ہوئی تو تمام ملک میں یا ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا۔ اور تیسرے پہر تک رہا۔" (۱۵/۳۳)

لوقا کہتا ہے :۔ "پھر دوپہر کے قریب سے تیسرے پہر تک تمام ملک میں یا

لہ یہ عبارت مشن سٹیم پریس لدھیانہ کی مطبوعہ بائیبل ۱۹۰۸ء میں حاشیہ پر درج ہے اور عربی انجیل میں صرف "علی کل الارض" کے الفاظ ہیں۔ منہ

ساری زمین پر اندھیرا چھایا رہا۔" ($\frac{۲۳}{۴۴}$)

یہ تین گواہوں کے بیانات ہیں اور چوتھا گواہ یوحنا اس بارے میں بالکل خاموش ہے اور یوحنا کی خاموشی قابلِ تعجب ہے کیونکہ یہ بالکل غیر معقول ہے کہ یوحنا جیسا غالی اور مبالغہ کرنے والا ایسے جلیل الشان معجزہ پر خاموشی اختیار کرلے۔ پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ ان تینوں سادہ لوح گواہوں کو کس نے بتایا کہ اندھیرا ساری دُنیا پر چھا گیا تھا۔ ان کا یہ بیان صاف بتا رہا ہے کہ یہ لوگ نہایت ہی سادہ لوح اور غایت درجہ کے کوتاہ علم تھے یہاں تک کہ اپنے گاؤں کو ہی "ساری دنیا" خیال کرتے تھے اور یہ بھی اس صورت میں صحیح ہوگا جب یہ ثابت ہوجائے کہ اس وقت یروشلم میں اندھیرا تھا۔ مگر افسوس کہ تاریخ ان کے بیان کی بالکل تصدیق نہیں کرتی۔

آٹھواں اختلاف مسیح کے چلانے اور ہیکل کے پھٹ جانے وغیرہ کی حقیقت؟

(۱) متی کہتا ہے:۔ "اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلّا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی..... پھر یسوع بڑی آواز سے چلّایا اور جان دیدی اور مَقدِس کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا اور زمین لرزی اور چٹانیں تڑک گئیں اور قبریں کھُل گئیں اور بہت سے جسم ان مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اُٹھے۔" ($\frac{۲۷}{۵۲-۴۶}$)

(۲) مرقس کہتا ہے:۔ "اور تیسرے پہر کو یسوع بڑی آواز سے چلّایا کہ الوہی

الوہی لما سبقتنی..... پھر یسوع بڑی آواز سے چلّایا اور دم دیدیا اور مَقدِس کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا۔" ($\frac{۱۵}{۳۸-۳۴}$)

(۳) لوقا کہتا ہے:۔ "اور سورج کی روشنی جاتی رہی اور مَقدِس کا پردہ بیچ میں سے پھٹ گیا پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کے کہا کہ اے باپ میں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں اور یہ کہکر دم دیدیا۔" ($\frac{۲۳}{۴۶-۴۵}$)

لیکن یوحنا نے ان تمام عجائبات میں سے کچھ بھی ذکر نہیں کیا اور اتنے بڑے اہم واقعات کا ضرورت کے وقت ذکر نہ کرنا یقیناً باقی گواہوں کے اقوال کی قیمت کو بھی گرا دیتا ہے۔ پھر ہر سہ گواہوں کے اقوال بھی باہم مختلف ہیں۔ مرقس صرف مسیح کا چلانا اور ہیکل کا اُوپر سے نیچے تک پھٹ جانا ہی ذکر کرتا ہے۔ لوقا ہیکل کے پھٹ جانے کو بیان کرتا ہے مگر "بیچ میں سے" نہ کہ "اُوپر سے نیچے تک"۔ لیکن متی اسی قدر پر کفایت نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ علاوہ ازیں زمین لرزی چٹانیں تڑک گئیں، قبریں کھل گئیں اور مردے زندہ ہو کر گھروں کو آ گئے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر متی کا بیان درست ہے تو باقی گواہ مجرم ہیں کہ انہوں نے تاریخ کے اہم ترین حادثہ کو چھپانے کا ارتکاب کیا اور اگر ان کے بیان کو درست مانا جائے تو متی کی گواہی محض افسانہ ہو کر رہ جاتی ہے محض خیال اور وہم تھا ورنہ حقیقت میں کچھ بھی واقع نہ ہوا تھا اور از روئے تاریخ مؤخر الذکر صورت ہی درست ہے۔ اندریں صورت باہمی تناقض، اختلاف اور غلط بیانی کے باعث تینوں شہادتیں ساقط ہوگئیں۔

نواں اختلاف یسوع کا چلانا پہلے تھا یا مقدس کے پردہ کا پھٹنا پہلے؟

مندرجہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ متی اور مرقس کی روایت کے مطابق مسیح صلیب پر دو مرتبہ چلایا لیکن لوقا صرف ایک دفعہ ہی چلانے کا ذکر کرتا ہے۔ پہلے دونوں کہتے ہیں کہ مسیح نے صلیب پر "ایلی ایلی لما سبقتنی" کہا تھا اور لوقا اس قول کا ذکر نہیں کرتا اور یوحنا تو ساری ہی روایت کو حذف کر دیتا ہے۔ پھر تینوں گواہ دوسری مرتبہ چلانے کا ذکر کرتے ہیں۔ اور لوقا کہتا ہے کہ اس وقت یسوع نے کہا "اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں"۔ لیکن باقی دو اس کا ذکر نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ راویوں میں یہ بھی اختلاف ہے کہ مسیح کا دوسری مرتبہ چلانا اور جان سپرد کر دینا پہلے تھا یا مقدس کے پردہ کا پھٹنا پہلے؟ لوقا کی روایت سے ظاہر ہے کہ مقدس کا پردہ پہلے پھٹا اور اس کے بعد چلانا واقع ہوا۔ متی اور مرقس کہتے ہیں کہ مقدس کا پردہ مسیح کے چلانے بلکہ جان دے دینے کے بعد پھٹا تھا۔

دسواں اختلاف صوبہ دار کی گواہی کا قصہ!

لوقا مقدس کے پردہ کے پھٹنے کے ذکر کے بعد کہتا ہے:- "یہ ماجرا دیکھ کر صوبہ دار نے خدا کی بڑائی کی اور کہا بیشک یہ آدمی راستباز تھا۔" (۲۳/۴۷) مرقس کہتا ہے "اور جو صوبہ دار اسکے سامنے کھڑا تھا اس نے اسے یوں دم دیتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ یہ آدمی بیشک خدا کا بیٹا تھا۔" (۱۵/۳۹) متی کہتا ہے:- "پس صوبہ دار اور جو اسکے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے بھونچال اور تمام ماجرا دیکھ کر بہت ہی ڈرے اور بولے

کہ بے شک یہ خدا کا بیٹا تھا۔" (۲۷/۵۴)

یہ بیانات صوبہ دار کی گواہی سے متعلق تین گواہوں کے ہیں چوتھا گواہ یوحنا اس سارے قصہ کو غیر صحیح سمجھ کر اسکے ذکر سے پہلو تہی کرتا ہے پس اول تو یوحنا کا سکوت قابل تعجب ہے۔ دوسرے بیانات مذکورہ میں بھی متعدد اختلافات موجود ہیں۔ مرقس کہتا ہے کہ صوبہ دار نے مسیح کو دم دیتے ہوئے دیکھ کر مندرجہ بالا شہادت دی۔ لوقا اس کا خدائی کی بڑائی بیان کرنا ذکر کر کے شہادت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ متی صوبہ دار کے ساتھ اور بھی کچھ لوگوں کو شامل کرتا ہے اور پھر بھونچال اور تمام ماجرا دیکھنے اور بہت ہی ڈرنے کا قصہ بتاتا ہے اور بعد ازاں شہادت ذکر کرتا ہے۔ علاوہ ازیں نفس شہادت میں اختلاف ہے۔ متی کے نزدیک صوبہ دار نے کہا "بیشک یہ خدا کا بیٹا تھا"۔ مرقس کے نزدیک صوبہ دار نے کہا "یہ آدمی بیشک خدا کا بیٹا تھا"۔ لوقا کے نزدیک صوبہ دار نے کہا "بیشک یہ آدمی راستباز تھا۔" متی صوبہ دار کے منہ سے مسیح کی آدمیت کا ذکر نہیں کرتا بلکہ محض "خدا کا بیٹا" بتاتا ہے۔ مرقس آدمی اور خدا کا بیٹا ذکر کرتا ہے اور لوقا آدمی اور "راستباز" بیان کرتا ہے۔ یہ دلچسپ تدریجی فرق ہے۔ اس جگہ عیسائیوں کیلئے مشکل ہے اگر ایک گواہ کی گواہی کو جھوٹا کہیں تو باقیوں کا بھی اعتبار جاتا ہے۔ اور اگر سب کو سچا مانیں جیسا کہ وہ مانتے ہیں تو ماننا پڑیگا کہ "خدا کا بیٹا" اور "راستباز" ہم معنی اور مترادف ہیں اور انجیل نویس راستباز کے معنوں میں ہی "خدا کا بیٹا" استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح سے ابنیت مسیح کا مسئلہ

باآسانی حل ہو جاتا ہے۔

گیارھواں اختلاف | کیا مسیح کے چلانے کے وقت اس کی موت کا علم لوگوں یا یہود کو ہو گیا تھا؟

پہلے دو گواہ متی اور مرقس اس سوال کا کوئی جواب پیش نہیں کرتے۔ لوقا اور یوحنا کی گواہی اس بارے میں حسب ذیل ہے۔ لوقا مسیح کے جان سونپ دینے اور صوبہ دار کی گواہی کے بعد بیان کرتا ہے:۔ "اور جتنے لوگ اس نظارے کو (دیکھنے) آئے تھے یہ ماجرا دیکھ کر چھاتی پیٹتے ہوئے لوٹ گئے اور اس کے سب جان پہچان اور وہ عورتیں جو گلیل سے اس کے ساتھ آئی تھیں دور کھڑی یہ باتیں دیکھ رہی تھیں۔" (لوقا ۲۳/۴۸-۴۹) یوحنا کہتا ہے:۔ "پس چونکہ تیاری کا دن تھا یہودیوں نے پیلاطس سے درخواست کی کہ ان کی ٹانگیں توڑ دی جائیں اور لاشیں اتار لی جائیں تاکہ سبت کے دن صلیب پر نہ رہیں۔ کیونکہ وہ سبت ایک خاص دن تھا۔" (۱۹/۳۱)

یوحنا کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ یہود نے جو "ٹانگوں کے توڑنے" کا مطالبہ کیا تھا وہ اس وجہ سے ہی تھا کہ ان کی نظر میں مسیح آخری وقت تک فوت نہ ہوا تھا ورنہ اس مطالبہ کی کوئی وجہ نہ تھی۔ نیز یہود کے آخری وقت کے اس سنگین اور بےباکانہ مطالبہ سے واضح ہے کہ زلزلہ، مقدس کے پھٹنے، قبروں کے کھل جانے اور مُردوں کے زندہ ہو جانے کا قصہ محض افسانہ ہے ورنہ ان حالات میں یہود ایسا مطالبہ نہ کرتے بلکہ مسیح پر ایمان لے آتے یا کم از کم پیلاطس ہی ان کو کہتا کہ کم بختو! اتنے ہولناک معجزات دیکھنے کے باوجود تم مسیح کی ٹانگیں تڑوانے کا مطالبہ کرتے ہو کچھ تو خدا سے

ڈرو۔ غرض یوحنا کے بیان کردہ مطالبۂ یہود سے واضح ہے کہ یسوع آخری وقت تک مرا نہ تھا لیکن لوقا کہتا ہے کہ سب لوگ مسیح کے اس ماجرا کو دیکھ کر چھاتی پیٹتے ہوئے واپس چلے گئے۔ اور یہ سب لوگ مع عورتوں کے "دور کھڑے ہوئے" یہ باتیں دیکھ رہے تھے۔ ہم اس جگہ ایک اہم ترین سوال کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ اگر یہ صحیح ہے کہ "دوپہر سے تیسرے پہر تک" ساری دنیا پر اندھیرا چھایا ہوا تھا اور سورج بے نور ہو چکا تھا، پھر زلزلہ بھی آیا، چٹانیں بھی پھٹ گئیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو بتایا جائے ان "دور کھڑے" لوگوں نے سب باتیں کس طرح دیکھیں؟ یا تو انکے دیکھنے کو جھوٹ مانا جائے یا پھر ساری دنیا پر اندھیرے کے قصہ کو جھوٹ قرار دیا جائے اور اگر از روئے تحقیق دیکھا جائے تو دونوں باتیں ہی غلط ہیں۔ چنانچہ دیکھنے کے مسئلہ میں متی اور مرقس کی خاموشی اور اندھیرا چھا جانے کے متعلق یوحنا کا سکوت ہمارے دعویٰ کی گونہ تائید کرتا ہے۔

بارھواں اختلاف | کیا مسیح کی ٹانگیں توڑی گئیں؟

پہلے تینوں گواہ اس سوال کا جواب نہیں دیتے خاموش ہیں لیکن یوحنا یہود کے مطالبہ کے بعد کہتا ہے:۔ "پس سپاہیوں نے آ کر پہلے اور دوسرے شخص کی ٹانگیں توڑیں جو اس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے لیکن جب انہوں نے یسوع کے پاس آ کر دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔" (۱۹/۳۲-۳۳) گویا یہود نے جب دیکھا کہ وہ تیاری سبت کی وجہ سے زیادہ ٹھہر نہیں سکتے اور مسیح ابھی تک مرا نہیں تو

انہوں نے اس دن کے آخری وقت میں پیلاطوس سے مسیح کی ٹانگیں توڑنے کا مطالبہ کیا اور اس نے منظور کر لیا۔ جس پر یہود گھروں کو چلے گئے۔ اب مسیح کی ٹانگیں توڑنے کا مسئلہ محض پلاطس کی رائے پر تھا۔ اور جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں پلاطس دل سے مسیح کو بچانا چاہتا تھا۔ لہٰذا قرینِ قیاس یہی ہے کہ اس نے سپاہیوں کو بھیجتے وقت ان کے افسر کو اس نیت سے مطلع کر دیا تھا تاکہ مسیح کی ٹانگیں نہ توڑی جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دونوں چوروں کی ٹانگیں توڑی گئیں مگر مسیح کی نہیں۔ یوحنا مسیح کی ٹانگوں کے نہ توڑے جانے کی وجہ یہ بیان کرتا ہے: "جب انہوں نے یسوع کے پاس آکر[1] دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اسکی ٹانگیں نہ توڑیں" یہ وجہ صرف یوحنا کا اپنا بیان ہے اور یوحنا حادثہ صلیب کے وقت حاضر نہ تھا۔ اسلئے اس کی گواہی ایک شنیدہ روایت سے زیادہ کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ خصوصاً جبکہ تینوں گواہ اس سے لاعلمی ظاہر کرتے ہیں۔ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ یہ الفاظ کسی سپاہی نے کہدیئے تو بسا اوقات بیہوش انسان کو مُردہ سمجھ لیا جاتا ہے یہ اسکی غلطی ہوگی لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگر یہ فقرہ کسی نے کہا ہے تو وہ ان سپاہیوں کا افسر ہوگا جسے پلاطس نے اپنا رازدار بنایا تھا۔ اس نے دوسرے عام سپاہیوں کی نظر کو دوسری طرف متوجہ کرنے کے لئے ایسا کہدیا تاکہ کسی غیر مخلص کو شبہ نہ ہو اور راز کا افشا نہ ہو جائے۔ انجیلی روایت پر بھی غور کرنے سے صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ مسیح کو بچانے کے لئے پلاطس نے کامیاب منصوبہ کر رکھا تھا اور ایسے موقعہ پر اسے اور اسکے کارپردازوں کو بعض امور

[1] لفظ "پاس آکر" سے بھی لوقا کی اس روایت کی تردید ہوتی ہے کہ لوگوں نے دور سے مسیح کو مرتے دیکھا حالانکہ اندھیرا ابھی تھا۔ یوحنا کے نزدیک سپاہیوں کو بھی موت کا علم "پاس آکر" ہوا تھا۔ منہ

ظاہرداری سے کام لینا پڑا ہے۔ بہرحال یوحنا کی گواہی کے مطابق یسوع کی پنڈلیاں توڑی نہیں گئیں۔ اور باقی تینوں گواہ اس قصہ کا کوئی ذکر نہیں کرتے۔

تیرھواں اختلاف | مسیح کی پسلی سے خون اور پانی نکلنے کا واقعہ!

پہلے تینوں گواہ اس واقعہ کے متعلق بھی بالکل خاموش ہیں مگر یوحنا کہتا ہے "ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اسکی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا" (یوحنا ۱۹/۳۴) اس سپاہی کے اس فعل سے ظاہر ہے کہ اسے مسیح کے مُردہ ہونے میں شبہ تھا اور وہ درحقیقت پلاطس کی حکمتِ عملی سے ناآشنا تھا چنانچہ اس نے یسوع کی پسلی چھیدی اور اس میں سے خون اور پانی بہہ نکلا۔ اور ظاہر ہے کہ خون اور پانی کا فی الفور بہہ نکلنا زندگی اور نبض کی قوت پر دلالت کرتا ہے۔ بہرحال اس سپاہی کے فعل سے واضح ہو گیا کہ مسیح دراصل بیہوش تھا مُردہ نہ تھا وھو المراد۔

چودھواں اختلاف | یسوع کا جسم کس نے لیا اور کس نے قبر میں رکھا؟

(۱) متی کہتا ہے: "یوسف نے لاش کو لیکر صاف مہین چادر میں لپیٹا اور اپنی نئی قبر میں رکھ دیا" (۲۷/۵۹-۶۰)

(۲) مرقس کہتا ہے: "جب صوبہ دار سے حال معلوم کر لیا تو لاش یوسف کو دلا دی اس نے ایک مہین چادر مول لی اور لاش کو اتار کر اس چادر میں کفنایا اور ایک قبر کے اندر جو چٹان میں کھودی گئی تھی اسے رکھا" (۱۵/۴۵-۴۶)

(۳) لوقا کہتا ہے: "اور (یوسف نے) اس کو اتار کر مہین چادر میں لپیٹا پھر

ایک قبر کے اندر رکھ دیا۔" (۲۳/۵۳)

(۴) یوحنا کہتا ہے :۔" پس وہ (یوسف) آکر اسکی لاش لے گیا اور نیکودیمس بھی آیا جو پہلے یسوع کے پاس رات کو گیا تھا اور پچاس سیر کے قریب مُر اور عود ملا ہوا لایا۔ پس انہوں نے یسوع کی لاش لیکر اسے سُوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا..... انہوں نے یہودیوں کی تیاری کے دن کے باعث یسوع کو وہیں رکھدیا۔" (۱۹/۳۸-۴۲)

پہلے تینوں گواہ کہتے ہیں کہ اکیلے یوسف آرمتیاہ نے لاش لی کفن پہنایا اور قبر میں رکھا اور آخری گواہ یوحنا لاش لینے، کفنانے اور قبر میں رکھنے میں نیکودیمس کو بھی شریک بتاتا ہے۔

پندرھواں اختلاف | یوسف آرمیتیاہ کون ہے ؟

(۱) متی اسکے متعلق کہتا ہے :۔" یوسف نام رمیتیاہ کا ایک دولتمند شخص آیا جو خود بھی یسوع کا شاگرد تھا۔" (۲۷/۵۷)

(۲) مرقس کہتا ہے :۔" آرمتیاہ کا رہنے والا یوسف آیا جو عزت دار مشیر اور خود بھی خدا کی بادشاہت کا منتظر تھا۔" (۱۵/۴۲)

(۳) لوقا کہتا ہے :۔" یوسف نام ایک شخص مشیر تھا جو نیک اور راستباز آدمی تھا اور ان کی صلاح اور کام سے رضامند نہ تھا۔ یہ یہودیوں کے شہر آرمتیاہ کا باشندہ اور خدا کی بادشاہت کا منتظر تھا۔" (۲۳/۵۰-۵۱)

(۴) یوحنا کہتا ہے :۔" آرمتیہ کے رہنے والے یوسف نے جو یسوع کا شاگرد تھا لیکن یہودیوں کے ڈر سے خفیہ طور پر۔" (۱۹/۳۸)

پس مرقس اور لوقا کے بیان کے مطابق یوسف یہودیوں کی مجلس منتظمہ (دا آسنہدریم) کا ممبر اور راستباز آدمی تھا اور یوحنا کے نزدیک یوسف یہودیوں کے ڈر کی وجہ سے خفیہ شاگرد تھا۔ متی اسے علانیہ طور پر مسیح کا شاگرد قرار دیتا ہے۔ خواہ کوئی صورت بھی ہو سوال یہ ہے کہ یوسف آرمتیاہ ایسا شخص جو یہود کے ڈر سے اپنے ایمان کا بھی اظہار نہیں کر سکتا تھا ایسے خطرناک وقت میں جبکہ یسوع کے تمام شاگرد اس سے بے وفائی کر چکے تھے کس طرح جرأت کر سکتا ہے کہ پلاطس سے جاکر یسوع کی لاش طلب کرے ؟ یہ بیان بظاہر غیر معقول ہے۔ پھر قابلِ تعجب یہ ہے کہ پلاطس بھی اس سے یہ دریافت نہیں کرتا کہ آپ کا یسوع سے کیا رشتہ ہے اور کیوں لاش طلب کرتے ہو بلکہ وہ فی الفور اسکو لاش دیدیتا ہے۔ اس ایک واقعہ پر ہی اگر مسیحی دوست غور کریں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ یہ سب کچھ پلاطس کی زبردست اور پختہ تجویز کا نتیجہ تھا۔ اور اس وقت مصلحت یہی تھی کہ لاش کے لئے ایسے شخص کو منتخب کیا جائے جس کا مسیحی ہونا مخفی ہو اور وہ پلاطس کے جرأت دلانے پر جرأت کر کے فی الفور انتظام کر سکے۔

سولھواں اختلاف | یسوع کی قبر کس نے کھودی اور کہاں ؟

(۱) یوحنا کہتا ہے :۔" اور جس جگہ اسے صلیب دی گئی وہاں ایک باغ تھا اور اس باغ میں ایک نئی قبر تھی جسمیں کبھی کوئی نہ رکھا گیا تھا۔ پس انہوں نے یہودیوں کی تیاری کے دن کے باعث یسوع کو وہیں رکھ دیا کیونکہ یہ قبر نزدیک تھی۔" (۱۹/۴۱-۴۲)

(٢) لوقا کہتا ہے :- "پھر ایک قبر کے اندر رکھ دیا جو چٹان میں کھدی ہوئی تھی اور اس میں کوئی کبھی رکھا نہ گیا تھا" (٢٣/٥٢)

(٣) مرقس کہتا ہے :- "اور ایک قبر کے اندر جو چٹان میں کھودی گئی تھی اسے رکھا" (١٥/٤٦)

(٤) متی کہتا ہے :- "اور یوسف نے لاش کو لیکر صاف مہین چادر میں لپیٹا اور اپنی نئی قبر میں رکھ دیا جو اس نے چٹان میں کھدوائی تھی" (٢٧/٥٩-٦٠)

تین گواہ قبر کے کھدوانے والے کا نام ذکر نہیں کرتے بلکہ لوقا اپنے بیان کے آخری حصہ میں اشارہ کرتا ہے کہ گویا قبر مدت سے موجود تھی لیکن خدا بھلا کرے متی کا جس نے صاف بتا دیا کہ خود یوسف آرمتیاہ نے اس قبر کو کھدوایا تھا۔

مذکرہ بالا بیانات سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں :- **اول**۔ قبر صلیب کی جگہ سے قریب باغ میں تھی۔ **دوم**۔ چٹان میں کھودی ہوئی تھی یعنی وسیع مکان تھا۔ **سوم**۔ اس قبر میں پہلے کوئی نہ رکھا گیا۔ گویا اس جگہ کی ہوا بدبودار نہ تھی۔ **چہارم**۔ یہ نئی تھی۔ **پنجم**۔ یوسف آرمتیاہ نے خاص طور پر اسے کھدوایا تھا۔

ان پانچ امور کے ساتھ اگر یہ بھی ملا لیا جائے کہ اس مہم کے سرانجام دینے میں یوسف آرمتیاہ کا شریک نیکودیمس صلب سے پہلی رات یسوع کے پاس گیا تھا - (یوحنا ١٩/٣٩) گویا اس تمام تجویز کا یسوع کو بھی علم تھا تو حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی انسان انصاف سے ان امور پر غور کرے تو اسے فوراً اقرار کرنا پڑیگا کہ پلاطس نے اپنی تجویز کو کامیاب بنانے کے لئے یوسف اور نیکودیمس کو شریک

کیا - انہوں نے تمام انتظامات خوشبوؤں وغیرہ کے متعلق پہلے سے کر رکھے تھے اور پلاطس نے ان کو مقامِ صلب کے قریب قبر کھدوانے کا بھی اشارہ کر دیا تھا۔ غرض پلاطس کی تجویز کامیاب ہوگئی اور یسوع کی بیہوشی کا بروقت تدارک کر لیا گیا اور وہ موت سے بچ گئے۔

سترھواں اختلاف | مسیح کے قبر میں رکھے جانے کے وقت عورتیں کہاں تھیں ؟

(١) متی کہتا ہے :- "اور مریم مگدلینی اور دوسری مریم وہاں قبر کے سامنے بیٹھی تھیں" (٢٧/٦١)

(٢) مرقس کہتا ہے :- "اور مریم مگدلینی اور یوسیس کی ماں مریم دیکھ رہی تھیں کہ وہ کہاں رکھا گیا ہے" (١٥/٤٧)

(٣) لوقا کہتا ہے :- "اور ان عورتوں نے جو اسکے ساتھ گلیل سے آئی تھیں پیچھے پیچھے جا کر اس قبر کو دیکھا - اور یہ بھی کہ اسکی لاش کس طرح رکھی گئی ہے" (٢٣/٥٥)

(٤) یوحنا اس کے متعلق خاموش ہے -

متذکرۃ الصدر تینوں بیانات میں اختلاف ہے۔ متی و مرقس صرف دو مریموں کا ذکر کرتے ہیں اور لوقا گلیل کی تمام موجودہ عورتوں کو حاضر بتاتا ہے۔ نیز قبر کے سامنے بیٹھنا اور دیکھنا کہ وہ کہاں رکھا گیا ہے میں بھی فرق ہے۔

اٹھارھواں اختلاف | یہود کے قبرِ مسیح کی نگرانی کے مطالبہ کا قصہ !

متی کہتا ہے کہ یہودی پلاطس کے پاس آئے اور کہا "خداوند ہمیں یاد ہے کہ اس دھوکے باز نے جیتے جی کہا تھا کہ میں تین دن کے بعد جی اٹھونگا پس حکم دے کہ

تیسرے دن تک قبر کی حفاظت کی جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ اسکے شاگرد آکر اسے چرا لے جائیں اور لوگوں سے کہدیں کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا تو یہ پچھلا دھوکہ پہلے سے بھی بُرا ہوگا۔ پلاطس نے ان سے کہا تمہارے پاس پہرے والے ہیں جاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے اس کی حفاظت کرو۔" (۲۷/۶۲-۶۵)

اس واقعہ کو سوائے متی کے کسی گواہ نے ذکر نہیں کیا۔ اور اتنے اہم واقعہ پر ان تینوں گواہوں کا خاموش رہنا انجیل کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

بہرحال اس بیان سے واضح ہے کہ پلاطس نے یہودیوں کے اس مطالبہ کو بنظرِ استحقار دیکھا اور کہا کہ "جاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے اسکی حفاظت کرو۔" پلاطس کا یہ جواب صاف بتا رہا ہے کہ وہ ان یہودیوں کی حرکات پر مسکرا رہا تھا کیونکہ وہ اس کے پاس حادثہ سے دوسرے دن بلکہ سبت کے بھی بعد آئے تھے اور مسیح کا جسم اس وقت وہاں نہ تھا۔

اُنیسواں اختلاف | مسیح کی قبر پر سب سے پہلے کون آیا؟ کب اور کیوں؟

انجیلی روایات اس بارے میں بہت مختلف ہیں۔ (۱) متی کہتا ہے:۔ "اور سبت کے بعد ہفتے کے پہلے دن پو پھٹتے وقت مریم مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں۔" (۲۸/۱)۔ (۲) مرقس کہتا ہے:۔ "جب سبت کا دن گزر گیا تو مریم مگدلینی اور یعقوب کی ماں مریم اور سلومے نے خوشبودار چیزیں مول لیں تاکہ آکر اسے ملیں وہ ہفتے کے پہلے دن بہت سویرے جب سورج نکلا ہی تھا قبر پر آئیں۔" (۱۶/۱-۲)

(۳) لوقا بیان کرتا ہے:۔ "ہفتے کے پہلے دن وہ (گلیلی عورتیں) صبح سویرے ہی ان خوشبودار چیزوں کو جو تیار کی تھیں لیکر قبر پر آئیں۔" (۲۴/۱)۔ (۴) یوحنا کہتا ہے:۔ "ہفتے کے پہلے دن مریم مگدلینی ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا قبر پر آئی اور پتھر کو قبر سے ہٹا ہوا دیکھا۔" (۲۰/۱)

ان روایات سے مندرجہ ذیل امور واضح ہیں:۔ (الف) قبر پر سب سے پہلے صرف مریم مگدلینی آئی تھی یوحنا کے قول کے مطابق۔ اور لوقا کے نزدیک گلیلی عورتیں اور انکے ساتھ مرد سب سے پہلے آئے تھے۔ اور مرقس کے نزدیک یعقوب کی ماں مریم، سلومے اور مریم مگدلینی اکٹھی سب سے پہلے آئیں۔ ظاہر ہے کہ ان بیاناتِ مختلفہ میں تطبیق ممکن نہیں۔ (ب) متی کے نزدیک وہ دو عورتیں صرف "دیکھنے" آئی تھیں۔ اور مرقس و لوقا کے نزدیک مسیح پر خوشبویات ملنے آئی تھیں۔ یوحنا اس آمد کے سبب کو بیان کرنے سے خاموش ہے۔ (ج) آمد کے وقت میں بھی اختلاف ہے۔ یوحنا کہتا ہے "ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا" اور مرقس بیان کرتا ہے "صبح سویرے ہی" غرض قبر پر سب سے پہلے آنیوالے آنے کی غرض اور آنے کے وقت میں اچھا خاصہ اختلاف موجود ہے۔

ہندوستانی پادریوں کی ایک خیانت | عربی انجیل میں لوقا باب ۲۴ کی پہلی آیت میں گلیلی عورتوں کے ساتھ مردوں کے ہونے کا بھی ذکر ہے لفظ یہ ہیں "و معھن اناس۔" آج جب میں اس مضمون کا خلاصہ ترجمہ کر رہا ہوں تو مجھے ۱۹۰۶ء کی مطبوعہ بائیبل میں لوقا ۲۴/۱ کو دیکھنے کی ضرورت پڑی تو اس میں مردوں کا ذکر موجود

نہ تھا خیال آیا کہ شاید عربی انجیل میں زیادتی ہو اسلئے انگریزی انجیل کھولی تو وہاں پر لوقا ۲۴/۲۴ میں یہ عبارت موجود تھی :-

"And certain others with them"

پھر عبرانی بائیبل دیکھی تو وہاں بھی عورتوں کے ساتھ دوسرے مردوں کا ذکر موجود پایا۔ الفاظ یہ ہیں :-

"ונשׁ חוענו׳ אחרות"

غرض سوائے اُردو بائیبل کے انگریزی، عربی اور عبرانی بائیبل میں یہ ذکر موجود ہے کہ ان گلیلی عورتوں کے ہمراہ دوسرے لوگ بھی صبح قبر پر گئے تھے۔ اُردو ترجمہ کرنے والے پادریوں کی خیانت پر افسوس ہے۔ ھداھم اللہ الی الحق۔

بیسواں اختلاف | قبر پر سب سے پہلے آنے والے کے بعد کیا ہوا ؟

یہ قصہ طویل انجیل یوحنا ۲۰/۱-۱۰، انجیل لوقا ۲۴/۲-۷، انجیل مرقس ۱۶/۴-۷ اور انجیل متی ۲۸/۱-۷ میں مذکور ہے۔ اگر ساری عبارتیں درج کیجائیں تو مضمون بہت لمبا ہو جائیگا اور ان مقامات پر متعدد اختلافات موجود ہیں۔ سب سے پہلے میں قارئین کرام کی توجہ یوحنا کے اس قول کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ یوحنا مسیح کے شاگردوں کے متعلق کہتا ہے :" وہ اب تک اس نوشتہ کو نہ جانتے تھے جس کے بموجب اس کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا ضرور تھا" (۲۰/۹) کیونکہ یہ بیان ان تمام روایات کی تردید کر دیتا ہے جو بعد از ان مسیح کی طرف منسوب کر دی گئیں کہ اُس نے کہا تھا کہ میں مُردوں میں سے جی اٹھوں گا۔" (متی ۲۷/۶۲) اسی طرح وہ اقوال بھی بے معنی ثابت ہوتے ہیں جن سے

پُرانے صحیفوں کی رُو سے استدلال کیا جاتا ہے کہ مسیح کا دوبارہ زندہ ہونا ضروری تھا مسیح نے اپنے شاگردوں سے ایسا نہ کہا تھا۔ اگر کہا ہوتا تو وہ ضرور اس کی دوبارہ زندگی کے پہلے سے امیدوار ہوتے[1]۔ اسکے بعد میں آج ان متذکرہ بالا مقامات سے روایات میں ایک مختصراً ذکر کرتا ہوں اور وہ یہ کہ یوحنا کہتا ہے کہ مریم مگدلینی دوڑی ہوئی گئی اور پطرس اور شاگرد خاص کو خبر دی اور اس نے اسوقت وہاں نہ فرشتہ دیکھا نہ کچھ اور۔ یہ پہلی مرتبہ ہوا۔ دوسری مرتبہ اس نے قبر میں سرہانے اور پاؤں کے پاس دو فرشتے دیکھے۔ لوقا کہتا ہے کہ گلیلی عورتیں قبر میں داخل ہو گئیں اور وہاں دو مرد سفید کپڑے پہنے دیکھے اور ان مردوں نے ان عورتوں کو کوئی پیغام نہیں دیا تا وہ اسے مسیح کے شاگردوں تک پہنچائیں لیکن مرقس کی گواہی یہ ہے کہ عورتوں نے ایک نوجوان کو دائیں طرف بیٹھے دیکھا اور اس نے ان سے کہا کہ جاؤ شاگردوں سے کہو کہ گلیل کو جائیں۔ متی انجیل نویس کہتا ہے کہ دونوں مریموں نے بڑا بھونچال اور فرشتہ نازل ہوتا دیکھا جس نے ان سے کہا کہ شاگردوں سے کہو کہ مسیح تم سے پہلے گلیل میں ہوگا۔

یہ اختلافات کا خلاصہ ہے تفصیل کی اس جگہ گنجائش نہیں۔

اکیسواں اختلاف | کیا عورتوں نے فرشتہ یا فرشتوں کا پیغام شاگردوں تک پہنچایا؟

متی اور یوحنا اس امر کا بالکل ذکر نہیں کرتے کہ عورتوں نے مسیح کے شاگردوں کو اس واقعہ کی خبر دی۔ اور مرقس اور لوقا کے قول میں بھی صریح تناقض ہے مرقس

[1] جب مسیح کا صلیب پر مرنا ہی مقدر نہ تھا تو اس موت کے بعد دوبارہ زندگی کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا

کہتا ہے:" اور وہ نکل کر قبر سے بھاگ گئیں کیونکہ لرزش اور ہیبت ان پر غالب تھی اور انہوں نے کسی سے کچھ نہ کہا کیونکہ ڈرتی تھیں۔" (۱۶/۸)

لیکن لوقا کہتا ہے:-" اور قبر سے لوٹ کر انہوں نے ان گیارہ اور باقی سب لوگوں کو ان سب باتوں کی خبر دی۔" (۲۴/۹)

بائیسواں اختلاف | مسیحؑ پہلی مرتبہ کس پر اور کس طرح ظاہر ہوا؟

مرقس کے نزدیک مسیحؑ پہلی دفعہ مریم مگدلینی پر ظاہر ہوا لکھا ہے " ہفتے کے پہلے روز جب وہ سویرے جی اُٹھا تو پہلے مریم مگدلینی کو جس میں سے اس نے سات بدروحیں نکالی تھیں دکھائی دیا۔" (۱۶/۹) یوحنا بھی مرقس کی تائید کرتا ہے (۲۰/۱۴-۱۷)

لیکن لوقا کی گواہی اس کے برعکس ہے۔ لوقا کہتا ہے کہ مسیحؑ دو شاگردوں پر جو یروشلم سے اماؤس کو جا رہے تھے سب سے پہلے ظاہر ہوا اور باہمی گفتگو کے دوران ان شاگردوں نے کہا:" اور بعض ہمارے ساتھیوں میں سے قبر پر گئے اور جیسا عورتوں نے کہا تھا ویسا ہی پایا مگر اسکو نہ دیکھا (لوقا ۲۴/۲۴) کیا اس صریح اختلاف میں تطبیق ممکن ہے؟

تئیسواں اختلاف | کیا شاگردوں نے مسیحؑ کے تیسرے دن جینے کی خبر پر یقین کیا؟

یوحنا اور متی دا انجیل اسکے متعلق بالکل خالی ہے۔ مرقس کہتا ہے۔ کہ ان شاگردوں نے اس خبر کو دو مرتبہ قبول نہ کیا (۱۶/۱۱-۱۳) لوقا کی گواہی کے الفاظ یہ ہیں:-" مگر یہ باتیں انہیں کہانی سی معلوم ہوئیں اور انہوں نے ان کا یقین نہ کیا۔" (۲۴/۱۱)

معزز حاضرین کرام! یہ اور ایسے ہی دیگر شدید اختلافات کا ایک ہی واقعہ

کے بیان کرنے میں پایا جانا بتاتا ہے کہ یہ بیانات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور وہ گواہ جن کی گواہی کے ماننے پر بلکہ منوانے پر نصاریٰ کو اصرار ہے انکے بیانات کسی بنیاد پر قائم نہیں اور دنیا کا کوئی بھی عادل قاضی ان کو فیصلہ کے لئے اساس نہیں قرار دے سکتا۔ یہ بیانات یقیناً غلط ہیں۔ پس حق ظاہر ہے اور عیسائیوں کا زعم باطل ہے۔

اِن دلیلوں کے متعلّق باہمی گفتگو

اب میں چاہتا ہوں کہ اس گفتگو کا خلاصہ بھی درج ذیل کر دوں جو ان دلائل کے متعلق میرے اور پادری صاحبان کے درمیان ہوئی اور وہ یہ ہے:-

عیسائی:- آپ نے یہ کہا ہے کہ مسیح صلیب پر لٹکائے گئے لیکن مرے نہیں۔ اگر یہ درست ہے تو قرآن کی اس آیت کے کیا معنے ہیں وما قتلوہ وما صلبوہ؟ نیز یہ بیان جمہور مسلمانوں کے عقیدہ کے بھی صریح خلاف ہے کیونکہ وہ تو کہتے ہیں کہ مسیح مطلقاً صلیب پر نہیں لٹکائے گئے۔

احمدی:- یہ قرار پا چکا ہے کہ بحث از روئے بائیبل ہو گی پس آپ کو غلط مبحث کرنے کا ہرگز حق نہیں۔ یاد رکھیئے کہ (وما صلبوہ) کے معنے یہ ہیں کہ یہود نے مسیحؑ کو صلیب کے ذریعہ قتل نہیں کیا مصلوب نہیں

بنایا۔ اور یہ معنے قرآن مجید اور کُتب لُغت سے ثابت ہیں۔ سورۃ یوسف میں آتا ہے اَمَّا اَحَدُکُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ۔ اس آیت میں (فیصلب) کے معنے صرف یہ ہیں کہ وہ صلیب پر مر جائے گا۔ صاحبِ "تاج العروس" نے لکھا ہے :- والصلیب الودك وفی الصحاح ودك العظام ۔ ۔ ۔ وبه سمی المصلوب لما یسیل منه ودکه والصلب هٰذه القتلة المعروفة مشتق من ذٰلك لانّ ودکه وصدیده یسیل" (الجزء الاول) یعنی صلیب کے معنے چربی کے ہیں صحاح میں ہے کہ ہڈیوں کے گودے کو صلیب کہتے ہیں۔ اور مصلوب کو مصلوب اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کی ہڈیوں کا گودا بہتا ہے۔ صلب" قتل کرنے کا معروف طریقہ" بھی اسی سے مشتق ہے۔ کیونکہ مصلوب کی ہڈیوں کا گودا اور پیپ بہہ نکلتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید نے مسیح کی صلیبی یا بذریعہ قتل موت کی نفی کی ہے اور بتایا ہے کہ یہود و نصاریٰ محض اپنے ظن کی پیروی کرتے ہیں۔ مسیح ان کی نظر میں مصلوب اور مقتول کے مشابہ بنایا گیا تھا۔ یقینی طور پر قتل کرنے کا ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ گویا قرآن مجید نے اعلان کر دیا کہ یہود نے مسیح کو قتل کرنے کی کوشش کی مگر وہ اسمیں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور یہ امر میں نے بائیبل سے بھی ثابت کر دیا ہے۔ باقی آپ کا یہ

کہنا کہ جمہور مسلمان یوں کہتے ہیں تو کیا اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے جذبات سے فائدہ اٹھائیں اور اندرونی اختلاف کو غنیمت جانیں لیکن حاضرین کرام سادہ لوح نہیں تا وہ آپ کی بدنیت کو سمجھ نہ سکیں۔ میں آپکو نصیحت کروں گا کہ آپ اس دروازہ میں داخل ہونیکی کوشش نہ کریں۔ آپکو واضح رہنا چاہیئے کہ آج کے مضمون "کیا مسیح صلیب پر مر گئے؟" میں تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرے۔ باقی صرف یہ اختلاف رہ جاتا ہے کہ ان کے صلیب پر نہ مرنے کی وجہ کیا ہے سو بعض کا خیال ہے کہ ان کو آسمانوں پر بلند کیا گیا اور یہود کے ہاتھ ان کو نہیں چھو سکے اور وہ صلیب پر نہیں لٹکائے گئے اور نہ مرے۔ اور ہمارا قرآن مجید اور نصوص صریحہ کے مطابق یہ عقیدہ ہے کہ مسیح کو راہِ خدا میں تکلیف اٹھانی پڑی۔ اور یہود نے ان کے قتل کا ارادہ کیا اور ہر ممکن ذریعہ اختیار کیا لیکن حضرت مسیح صلیب پر فوت نہ ہوئے۔ اور یہ بات ہم براہینِ قویہ سے ثابت کر چکے ہیں۔ مسیح کا صلیب پر نہ مرنا جب ثابت ہو گیا تو ان کا محض لٹکایا جانا آپ کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ بلکہ اس طرح سے تو عقیدہ کفارہ باطل اور صلیب پاش پاش ہو جاتی ہے۔ اور میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ آپ میرے دلائل میں سے کسی دلیل کو توڑیں۔

عیسائی :- یونس نبی کے نشان اور مسیح کے نشان میں دونوں کا مچھلی کے پیٹ

اور قبر میں زندہ رہنا وجہ مشابہت نہیں بلکہ صرف تین دن اور تین رات
ٹھہرنا مشابہت کی وجہ ہے۔

احمدی:۔ جس مشابہت کا آپ نے دعویٰ کیا ہے وہ تو پوری نہیں ہوتی کیونکہ
مسیح آپ کے اعتقاد کے مطابق بھی ایک دن نہ کہ تین دن، دو راتیں
نہ کہ تین راتیں قبر میں رہا۔ اور اس طرح سے مسیح کا یگانہ نشان باطل
ہو گیا۔ کیا کسی عیسائی کے لئے ممکن ہے کہ مسیح کے قبر میں تین دن اور
تین راتیں ٹھہرنے کا ثبوت دے سکے۔

عیسائی:۔ یہود نے بھی تو یہ نہ کہا تھا کہ یسوع بے ہوش ہو گیا ہے اور نہ ہی
حکومت رومی کے رجسٹروں میں یہ درج ہے۔

احمدی:۔ اگر یہود یہ کہتے تو ان کا یہ زعم باطل ہو جاتا کہ یسوع مفتری اور
ملعون تھا۔ اسی طرح اگر پلاطس مسیح کی زندگی کی تصریح کرتا تو وہ حکومت
کی طرف سے قابلِ مؤاخذہ ہوتا۔ پس یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کہ
یہود کے دعویٰ اور پلاطس کے بیانات میں اختلاف نہ ہو۔ اور یہ
بات بھی اس صورت میں ہے جبکہ ان لوگوں کے بیانات محفوظ ہوں
پھر میں کہتا ہوں کہ یسوع کے متعلق یہود کا قول کب حجت ہو سکتا ہے
اور کونسا عقلمند، دشمن کا قول دشمن کے بارے میں قابلِ سند سمجھتا ہے؟
اگر آپ کو یہود کا بیان ہی ماننا ہے تو وہ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ رات کو

یسوع کے شاگرد اس کی لاش چرا کر لے گئے (متی ۲۸ / ۱۳-۱۵) باقی ولادتِ
مسیح کے متعلق یہود کا عقیدہ آپ سے مخفی نہیں ہے۔ کیا آپ ان کی
تصدیق کرنے کے لئے تیار ہیں؟

عیسائی:۔ مسیح کے شاگرد اور حواری قتل کئے گئے، ذبح کئے گئے اور سخت ترین
تکلیفیں ان کو پہنچائی گئیں۔ کیا یہ لوگ دنیا کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے تھے
کہ مسیح صلیب پہ مر گیا اور پھر زندہ ہو گیا۔

احمدی:۔ حواریوں کو مسیح پر ایمان لانے کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ اور یہ
کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ہر اُمت کے ابتدائی مومنوں کو وہ وہ دُکھ دیئے
گئے جن سے لوہا بھی پگھل جاتا ہے اور جگر پاش پاش ہو جاتا ہے۔ باقی
ان کا مسیح کی صلیبی موت کو قبول کر لینا محض ان کی سادہ لوحی پر دلالت کرتا
ہے جیسا کہ ان کے متعلق شارح انجیل متی نے لکھا ہے (ص۹۱) اور وہ چونکہ
حادثہ صلیب کے وقت موجود نہ تھے اور کمزور تھے اس لئے انہوں نے یہود
کے غوغا کو ہی قبول کر لیا ہاں پولوس ایسے ہوشیار اور چالاک لوگوں نے
ہوشیاری سے مسیح کے صلیب پر مرنے کی وجہ اور تاویل نئی گھڑ لی۔

عیسائی:۔ اگر مسیح بے ہوش تھے تو وہ قبر میں سے کیسے نکل آئے حالانکہ وہاں پہ
ایک بڑا پتھر تھا۔

احمدی:۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ خود بخود نکل آئے تھے بلکہ جیسا کہ قرائن سے

معلوم ہوتا ہے یوسف آرمتیہ اور نیکودیمس اسے لے گئے تھے اور خوشبوؤں کے ذریعہ مسیح کو ہوش آگئی تھی۔ ان دونوں نے ہی اس آخری مرحلہ کو سرانجام دیا۔ وہ قبر کافی وسیع ہے اسمیں چار پانچ آدمی جاسکتے ہیں۔

عیسائی :۔ یہودیوں نے حکومت سے قبر کی حفاظت کے لئے چوکیدار طلب کئے اور پہرہ دار موجود تھے پھر کس طرح مسیح نکل گیا۔

احمدی :۔ یہود نے قبر کی نگرانی کا مطالبہ سبت کے بعد کیا تھا اور سبت کی رات اور سبت کا دن اچھی خاصی فرصت تھی جس کو حسب اشارہ پلاطس مسیح کے دونوں شاگردانِ رشید نے غنیمت سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ پلاطس نے یہود کے مطالبہ کو فی الفور قبول کر کے بے اعتنائی سے کہا کہ تمہارے پاس پہرہ دار ہیں جاؤ جہاں تک ہو سکے اس کی حفاظت کرو۔ گویا در باطن وہ ان کی غباوت پر ہنس رہا تھا۔

عیسائی :۔ اناجیل میں آیا ہے کہ یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھا اور اس کے مرنے کی گواہی صوبہ دار نے بھی دی تھی۔

احمدی :۔ صوبہ دار کی گواہی میں تو اختلاف ہے اور اس گواہی کی حقیقت میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ باقی پولوس وغیرہ کا یہ کہنا کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا یہ ہرگز حجت نہیں ہے۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ وہمی باتوں کا شکار ہو جائیں۔ بلکہ ہم واضح اور تاریخی حقائق چاہتے ہیں۔ اور یہ

قول تو سخت دُکھ کے معنوں میں موؤل ہے جیسا کہ پولوس نے کہا ہے کہ میں ہر روز مرتا ہوں۔

عیسائی :۔ مسیح اپنے شاگردوں کے لئے چالیس دن تک ظاہر ہوتا رہا اور اپنے زخم ان کو دکھائے اب آپ ان کی صلیبی موت کا کیونکر انکار کر سکتے ہیں؟

احمدی :۔ اگر مسیح کا ظاہر ہونا رؤیا اور خواب میں تھا تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اور اگر ظاہر میں تھا تب بھی اس سے ثابت ہوگا کہ مسیح زندہ ہی رہے اور زندہ ہی صلیب پر سے اُتر آئے۔ اس سے یہ کیسے ثابت ہوگیا کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے خصوصاً جبکہ اناجیل میں بکثرت اختلافات پائے جاتے ہیں۔

عیسائی :۔ ہم تو یہ نہیں کہتے کہ انجیل اسی طرح بعینہٖ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھی بلکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ انجیل نویسوں نے مختلف حالات اور مختلف مقاصد کو مدّنظر رکھ کر انجیل لکھی اور ان کے بیانات میں اختلاف ہے۔ کیونکہ ہر ایک نے اپنے مقصد کے مناسب حال واقعات کا ذکر کیا ہے۔

احمدی :۔ تب تو انجیلی بیانات کا کوئی اعتبار نہیں ہو سکتا۔ اور ایک قصّہ میں اتنے بڑے اختلافات کا ہونا یقیناً اس قصّہ کے غیر اصلی ہونے کی

دلیل ہے۔ اور ان بیانات میں تطبیق کا وہی طریق ہے جو میں بتا چکا ہوں اور آپ کو کوئی ضرورت نہیں کہ خدا کے صلیب پر مرنے کا اعتقاد رکھیں۔

عیسائی :۔ ہم نہیں کہتے کہ جو مر گیا وہ خدا تھا بلکہ مسیح بحیثیت ایک انسان کے مرا تھا۔

احمدی :۔ اگر مرنے والا انسان تھا تو انسان ہی بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ اندریں صورت اِس امر کی کوئی ضرورت نہیں کہ خدا انسانی جامہ اختیار کرے اور عاجزی کا لباس پہنے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ حقیقت تو یہ ہے کہ مسیح صلیب پر مرا ہی نہیں۔ کیا کوئی انجیل نویس اِس بات کی گواہی دے سکتا ہے کہ اُس نے مسیح کو صلیب پر مُردہ دیکھا؟ باقی پولوس کی گواہی تو آپ کو ذرہ برابر نفع نہیں دے سکتی کیونکہ پولوس مسیح کے شاگردوں میں سے نہیں ہے اور نہ وہ حادثہ صلب کے وقت حاضر تھا پس اس کا قول قبول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ محض شنیدہ ہے۔ اور پولوس اس بیان میں ایک مقصد رکھتا ہے۔ اس کا ارادہ تھا کہ مسیح کی صلیبی موت کو کفارہ کے عقیدہ کے لئے بطور آلہ استعمال کرے اور بعد ازاں اسے الوہیت مسیح کی دلیل بنالے۔

عیسائی :۔ پولوس کے ایک خط میں آتا ہے کہ خونریزی کے سوا بخشش حاصل نہیں ہو سکتی۔

احمدی :۔ یہ پولوس کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ میں قربانی نہیں بلکہ رحم چاہتا ہوں (ہوسیع) بایں ہمہ اگر پولوس کے قول کو مان لیا جائے تو بھی اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ مسیح صلیب پر مر گئے تھے؟ آپ کا فرض ہے کہ پہلے مسیح کی صلیبی موت کا ثبوت دیں بعد ازاں اس موت کی تاویل و تعلیل کریں۔ اور میں ثابت کر چکا ہوں کہ مسیح کا صلیب پر مرنا از روئے بائیبل بھی حقیقتاً ثابت نہیں ہے۔

عیسائی :۔ اگر مسیح صلیب پر نہیں مرا تو ہماری تبلیغ بیکار اور ہمارا مصائب جھیلنا بے معنی اور عبث۔ بھلا پھر ہم اپنے وطنوں کو چھوڑ کر دینِ مسیحی کی منادی کس لئے کرتے پھرتے ہیں؟

احمدی :۔ خواہ کچھ بھی ہو، آپ کی تبلیغ بامعنی ہو یا بے معنی حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر ہرگز نہیں مرے۔ اور میرے دلائل اس کا واضح ثبوت ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا ارشاد (وما قتلوہ یقیناً) سچ ثابت ہوا اور موجودہ عیسائیوں کا مذہب باطل۔

یہ اس مضمون پر مناظرہ کا مختصر خلاصہ ہے۔ وما توفیقی الا باللہ واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ؎

خاکسار۔ ابو العطاء جالندھری از حیفا۔ فلسطین

۱۷ اگست ۱۹۳۳ء

تتمہ

مُنہ بولتی تصویر

قرآن مجید کا یہ دعویٰ کہ حضرت مسیحؑ پر صلیبی موت نہیں آئی - خود انجیلی بیانات سے ثابت ہے یہ بیانات اس مباحثہ میں درج ہیں -

اللہ تعالیٰ نے کسرِ صلیب کے لئے آج تک بیسیوں نئے ثبوت قرآنی بیان کی تائید میں پیدا کر دیئے ہیں اور وہ ہمیشہ ایسا کرتا رہے گا - سامنے ٹائٹل پر حضرت مسیحؑ کی وہ تصویر ہے جو دوسری تیسری صدی کے عیسائیوں کا متبرک ورثہ ہے جسے انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں شائع کیا گیا ہے -

اس تصویر سے عیاں ہے کہ حضرت مسیحؑ نے حادثۂ صلیب کے بعد کافی لمبی عمر پائی تھی - ان کے صلیب پر فوت ہو جانے اور پھر آسمان پر چڑھ جانے کا مسیحی دعویٰ سراسر غلط ہے ؛

(ضیاء الاسلام پریس - ربوہ)

حضرت مسیح کے بڑھاپے کی تصویر جو دوسری صدی عیسوی سے ھی مسیحی تبرکات میں شامل ھے اس سے ظاھر ھے کہ ابتدائی مسیحی مسیح علیہ السلام کے بڑھاپے کا تصور رکھتے تھے اور یہ تب ممکن ھے - کہ قدیم مسیحی حضرت مسیح کو واقعہ صلیب کے بعد زمین پر زندہ سمجھتے ھوں -

حضرت مسیح کی جوانی کی ایک تصویر جو بڑھاپے کی تصویر سے مختلف ھے -

(یہ دونوں تصاویر انسائیکلوپیڈیا آف برٹنیکا سے ماخوذ ھیں)